THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, June 15, 2010

(62nd Session)

Volume VI No. 09

(Nos. 1-12)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran...	1
2.	Point of Order: Law and Order Situation in Karachi……….	2-3
3.	Leave of Absence…………………………………….………..	4
4.	Point of Order: Law and Order Situation in Karachi (Contd.).	4-11
5.	Further Discussion on the Finance Bill 2010-11……………..	12-50

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume VI **SP. VI(09)/2010**

No. 09 **130**

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, June 15, 2010

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at seven minutes past eleven in the morning with Mr. Deputy Chairman (Mr. Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بسمِ ٱللّٰهِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلرَّحِيْمِ۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىْ ؕ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ
لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۚ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ
لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اے ہمارے رب! (ہم تجھے بھولے ہوئے تھے) سو ہم نے ایک ندا دینے والے کو سنا جو ایمان کی ندا دے رہا تھا کہ (لوگو!) اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب! اب ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری خطاؤں کو ہمارے (نوشتہ اعمال) سے محو فرما دے اور ہمیں نیک لوگوں کی سنگت میں موت دے۔ اے ہمارے رب! اور ہمیں وہ سب کچھ عطا فرما جس کا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے وعدہ فرمایا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر، بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

(سورۃ آل عمران آیات ۱۹۳ تا ۱۹۴)

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: Point of Order.

Mr. Deputy Chairman: Point of order usually at end of the speeches.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں ایک انتہائی اہم issue کے اوپر بات کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں۔

Point of Order: Law and Order Situation in Karachi

جناب ڈپٹی چیئرمین: چلیں، with Leader of the House or Opposition اجازت دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں ایک منٹ لوں گا میں آپ کی توجہ کراچی کے واقعات کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور تقریباً پچھلے کئی مہینوں سے کراچی میں serious قسم کے واقعات ہو رہے ہیں۔ اس سے پہلے لیاری کے حوالے سے یہاں discussion ہوئی اور توقع یہ تھی کہ Interior Minister آ کر لیاری کے حوالے سے کوئی بیان دیں گے۔ ابھی تک تقریباً ایک ہفتہ گزر گیا ہے تو ہمیں ابھی تک کچھ نہیں پتا کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے۔ لیاری کے اندر اس حد تک معاملات بڑھ گئے ہیں کہ راکٹ فائر ہوئے ہیں whatever, fire ہوئے ہیں۔ وہاں پر totally گلیاں بند پڑی ہیں۔ بے تحاشا وہاں killing ہوئی ہے اس کے بعد مذہبی فسادات شروع ہوئے ہیں۔ اس حوالے سے killing ہو رہی ہیں۔ ethnic وہاں پر معاملات serious قسم کے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح وعدہ کیا گیا تھا کہ وزیر داخلہ یہاں آئیں اور وہ آ کر یہاں ہاؤس کو آگاہ کریں گے۔ وزیر داخلہ نے کراچی کے چکر بھی لگائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کراچی دوبارہ سے بالکل chaos کی طرف جا رہا ہے۔ میری حکومت سے اور وزیر داخلہ سے یہ request ہو گی کہ وہ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے بڑے بیانات بھی دیئے ہیں کہ آج کے بعد کچھ نہیں ہو گا۔ میری آپ سے request ہو گی کہ اگر Leader of the House اس وعدے کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کو بلائیں اور یہاں ان کی طرف سے بیان آئے کہ اصل میں کیا ہے؟ اور حکومت کیا کر رہی ہے میں بہت شکر گزار ہوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: صحیح بات ہے ۔زاہد خان صاحب you take the Floor اس کے بعد سلیم سیف اللہ خان ۔ میں آپ کی بات کی اہمیت کو سمجھ رہا ہوں ۔ کراچی کی situation اچھی نہیں ہے ۔۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اور target killing کی جو بات ہے یہ بڑی serious ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس میں ڈاکٹرز ہیں ۔ دینی شخصیات اور یہ بڑا serious مسئلہ ہے ۔زاہد صاحب بات کر لیں ۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ۔۔۔

سینیٹر محمد زاہد خان: آپ نے مجھے floor دیا تھا تو مجھے بات کرنے دیں ۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پہلے زاہد خان صاحب کو بات کرنے دیں ۔ پھر آپ کو بھی سلیم سیف اللہ کے بعد پروفیسر صاحب، آپ کو موقع دیتا ہوں ۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے ہم بالکل اس کی support کرتے ہیں یہ کوئی ایک دن کا معاملہ نہیں ہے یہ روزمرہ کا کام بن گیا ہے کہ وہاں پر روزانہ killing ہو رہی ہے اور ہمیشہ Interior Minister کہتے ہیں کہ اس کے بعد نہیں ہوگا ۔ آج تک کسی کو پکڑ کر سامنے نہیں لائے ہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ مجرم کسی بھی political party سے belong کرتا ہو کسی تنظیم سے ہو، کسی بھی مافیا سے ہو ،اس کو پکڑیں اور عوام کے سامنے لے کر آئیں۔ کراچی کا یہ امن کیوں برباد کیا جا رہا ہے؟ وہاں بیچارے بے گناہ لوگ جو مزدوری کر رہے ہیں وہ گلیوں ، محلوں میں مارے جا رہے ہیں تو اس طرح صورت حال رہی تو عوام یہی کہے گی کہ حکومت ہے نہیں اور یہاں سے صورت حال آگے جا رہی ہے۔ لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ حکومت کی writ ہی ختم ہو رہی ہے ۔حکومت کی writ ہی نہیں ہے تو میرے خیال میں Interior Minister یہاں آ کر بتائیں کہ آج تک انہوں نے کتنے لوگوں کو پکڑا ہے جو پہلے target killing میں تھے اور ابھی جو نئے ہو رہے ہیں اس میں کس کو پکڑا ہے اور کب عوام کے سامنے کٹہرے میں کھڑے کریں گے اور ان کو سزا ملے تو عوام دیکھیں۔ یہ بہت اہم

مسئلہ ہے۔اس پر Leader of the House ضرور Interior Minister کو بلائیں اور اس وقت ہاؤس کا جو mood ہے جس طرح پروفیسر صاحب بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔یہی سارا موضوع ہے۔شکریہ

جناب ڈپٹی چیئرمین: سلیم سیف اللہ بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔مشہدی صاحب اپنی تقریر میں بات کر لیجئے۔مختصراً کہہ لیں۔پھر ہم leave application کے فوراً بعد point of order لے لیتے ہیں۔اسی issue کو لے کر آگے بڑھتے ہیں۔میں leave application پڑھ لوں۔سلیم سیف اللہ صاحب۔میرے خیال میں، Leader of the House realizes the gravity of the situation. تو ان کے نوٹس میں لائیں گے اور we expect Rahman Malik to be with us tomorrow at least. اس دفعہ کافی دن miss کر گئے ہیں اور ہمارے سینیٹ کا حصہ ہیں۔جی، میں leave application پڑھ لوں۔

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین: حاجی محمد عدیل ناسازی طبعیت کی بنا پر مورخہ 14 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب محمد عفران خان نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 4,8,10 and 11 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب سلیم سیف اللہ خان صاحب Please take the Floor.

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب چیئرمین! صفدر عباسی صاحب اور زاہد خان نے جو issue اٹھایا ہے اس پر پچھلے ہفتے ہم بولے ہیں اور دیگر فاضل اراکین سینیٹ نے بھی حصہ لیا ہے۔پچھلے ہفتے سے نہیں بلکہ جنوری، فروری، مارچ، اپریل، مئی جون آچکا ہے۔کراچی جو آپ کا اہم ترین شہر ہے، میں لفظ target killing استعمال نہیں کروں گا جو بھی killing

ہو، پاکستان میں ایک نئی چیز target killing آگئی ہے۔اس ملک میں کسی انسان کی زندگی کی کوئی قیمت ہے یا نہیں، کیا ہم اس ملک کو ایک مہذب ملک کہہ سکتے ہیں کہ جہاں پر لوگ مر رہے ہیں اور المیہ یہ ہے کہ کسی کو پتا ہی نہیں ہے تو ہمیں بتایا جائے، کون کر رہا ہے کس کو پکڑا ہے، کتنے چالان جمع ہوئے ہیں، کتنی investigation ہو رہی ہے۔ جناب چیئرمین! کچھ تو اس ہاؤس کو اور پاکستان کے لوگوں کو بتایا جائے کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور یہ جاری ہے تو میرے دوستوں سے میری بھی یہی رائے ہے کہ ہمارے جو Interior Minister ہیں یا Leader of the House ہیں وہ ہمیں بتائیں اور ہمیں کچھ اعداد و شمار دیں کہ یہ 700 یا 800 جانیں ضائع ہو گئی ہیں کیوں ہوئی ہیں، کس وجہ سے ہوئی ہیں، کس نے کیا ہے، کس کو پکڑا گیا ہے، کس کے خلاف investigation ہو رہی ہے، پولیس کیا کر رہی ہے۔ میں سنتا ہوں کہ پولیس کے پانچ ہزار سپاہی VIPs کی protection کے لیے ہیں تو کیا پولیس کا یہ کام بھی ہے کہ عام آدمی کی protection کرنی ہے یا نہیں۔ صرف ہم نے VIPs کی protection کرنی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، پروفیسر خورشید صاحب۔

Raza Rabbani Sahib will be the next speaker.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! میں اپنے ساتھیوں کے احساسات اور جذبات کی تائید کرتے ہوئے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس پورے معاملے پر غور کریں تو ایک pattern نظر آتا ہے اور pattern یہ ہے کہ ایک دم فسادات ہوتے ہیں۔ target killings ہوتی ہے خواہ وہ ethnic بنیاد پر ہوں، سیاسی بنیاد پر ہوں، گروہی بنیاد پر ہوں یا فرقہ وارانہ بنیاد کے اوپر ہوں اور اس کے بعد پھر چند بڑے ملتے ہیں اور فوراً رک جاتے ہیں۔ چند دنوں کے بعد پھر یہی pattern repeat ہوتا ہے پھر اسی طرح یہ لوگ ملتے ہیں، پھر رک جاتا ہے۔ جناب والا! اس کے اندر مجھے نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ محض اتفاقی واقعات نہیں ہیں ان کے پیچھے ایک سوچی سمجھی سکیم ہے اور اس میں involved ہیں وہ بڑی بڑی پارٹیاں اور وہ بڑے بڑے افراد جو ملتے ہیں Target killing ختم ہوتی ہے۔ چند دن گزرتے ہیں پھر یہ آگ لگتی ہے۔جیسا کہ زاہد صاحب اور دیگر ساتھیوں نے کہا کوئی نہیں پکڑا جاتا، کوئی convict نہیں ہوتا۔ ہر مرتبہ یہ بیانات آتے ہیں کہ مسئلہ ختم ہو گیا ہے۔ یہ سلسلہ ختم ہونا چاہیے۔ میں آپ کو یاددلانا چاہتا ہوں کہ ہم سب کے Point of Order پر مسئلے کو

اٹھانے کے بعد آپ کی صدارت میں وزیر داخلہ نے وعدہ کیا تھا کہ وہ آئیں گے اور مفصل رپورٹ دیں گے۔ میرے علم کی حد تک وہ رپورٹ آج تک نہیں آئی۔ اس لیے آپ انہیں بلائیں اور جس طرف میں نے متوجہ کیا ہے، یہ جو pattern ہے اور جس طریقے سے protection دی جا رہی ہے، کوئی کہتا ہے کہ مافیا ہے، کوئی کہتا ہے کہ یہ پولیٹیکل گروپس ہیں، یہ حقائق سامنے آنے چاہئیں۔ جب تک آپ اس کا مؤثر طریقے سے تدارک نہیں کریں گے تو کراچی میں امن نہیں ہو گا، ملک میں امن نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: رضا ربانی صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: پہلے رضا ربانی صاحب۔ مشہدی صاحب! آپ اپنی تقریر میں اسے take up کر لیں۔ آج آپ کی بجٹ پر تقریر ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اچھا آپ نے پارٹی مؤقف بیان کرنا ہے۔ ٹھیک ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ جہاں تک کراچی کے واقعات کا تعلق ہے، میں پروفیسر صاحب کی بات کو تھوڑا سا آگے بڑھانا چاہوں گا۔ قائد ایوان موجود ہیں، میں چاہوں گا کہ وزیر داخلہ جب آئیں تو وہ اس پہلو پر بھی روشنی ڈالیں۔ پروفیسر صاحب نے جو بات کہی ہے کہ یہ ایک منظم سازش ہے، جو کراچی میں، کراچی کے امن کو تہ و بالا کرنے کے لیے کی جا رہی ہے اور میرے مطابق اس کی کڑیاں پچھلے دو یا تین یا چار مہینوں سے زیادہ بہت پیچھے جاتی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ خود اس سازش کا ایک حصہ ہے، جو پاکستان کو عالمی ملٹی نیشنلز کی منڈی بنانا چاہتے ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ جب ہم اپوزیشن میں تھے اور KESC کی privatisation کی بات ہو رہی تھی تو ہم نے اس وقت یہ خدشات ظاہر کیے تھے کہ KESC کی privatisation اور کراچی میں مسلسل لوڈشیڈنگ، اس سازش کا حصہ ہے کہ کراچی میں انڈسٹری کو مکمل طور پر cripple کر دیا جائے اور پاکستان کو بین الاقوامی منڈی میں، ان کے consumer goods کی منڈی کے لیے ایک مارکیٹ بنا دیا جائے۔ KESC کے بارے میں ہمارے خدشات درست ثابت ہوئے، KESC کو privatise کیا گیا اور کراچی شہر کو اندھیروں میں ڈبو دیا گیا اور آج دن تک یہی صورت حال ہے کہ کراچی کی آدھے سے زیادہ انڈسٹری مفلوج ہو کر رہ گئی ہے اور جو چل بھی رہی ہے، اس کی پروڈکشن بالکل گری ہوئی ہے۔

اب قتل غارت گری کا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے، یہ بھی، میں سمجھتا ہوں کہ اسی تسلسل کی ایک کڑی ہے کہ صوبہ سندھ میں، بالخصوص سندھ کے دارالخلافے میں کسی قسم کی political stability نہ آنے پائے تاکہ سندھ اور کراچی کی ترقی کو روکا جا سکے۔ اس کا overall effect پاکستان کی معیشت پر پڑے۔ کیونکہ obviously اگر سندھ کا capital destabilize ہو گا، وہاں پر اگر یہ صورت حال موجود ہو گی تو جو پرسوں سندھ کے چیف منسٹر نے پریس کانفرنس کی اور انہوں نے یہ بات سامنے رکھی کہ تھر کول کے منصوبے کو کس طرح کچھ قوتوں نے sabotage کیا تاکہ ورلڈ بینک اس میں سے اپنی investment نکال لے۔ لہذا یہ تمام چیزیں اسی ایک چیز کی کڑی ہیں کہ کسی بھی طرح ملک میں، خاص طور پر کراچی جیسے شہر میں political stability نہ آنے پائے تاکہ پاکستان کو ملٹی نیشنلز منڈی میں تبدیل کر دیا جائے اور بین الاقوامی مالیاتی سامراج کا چنگل و تسلط پاکستان کی معیشت پر قائم و دائم رہے۔ میں آپ کے توسط سے لیڈر آف دی ہاؤس سے گزارش کروں گا کہ جب Interior Minister آئیں تو وہ اس پہلو پر بھی اپنی رائے دیں۔ اگر وہ اس پہلو پر نہیں سوچ رہے تو اس پہلو کو بھی مد نظر رکھ کر کراچی کے حالات کی investigation کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مولانا حیدری صاحب! آپ اسی سلسلے میں کہنا چاہتے ہیں؟ جی please ان کے بعد سینیٹر عبد الرحیم مندوخیل صاحب، ان کے بعد مولا بخش چانڈیو صاحب۔ پھر تقاریر شروع کر دیں۔ اپنی بجٹ تقریر میں بھی آپ ان چیزوں کا ذکر کر سکتے ہیں۔

سینیٹر مولانا عبد الغفور حیدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کراچی ہر لحاظ سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ ایک تو کراچی سندھ کا دارالخلافہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پاکستان کی جتنی بھی قومیتیں ہیں، وہ کراچی میں یکساں آباد ہیں۔ کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے لیکن ایک عرصے سے کراچی کو کوئی نظر بد لگ گئی ہے یا کوئی ایسی قوتیں ہیں جو کراچی کے gateway کے ذریعے ہماری اقتصادی رونقیں دوبارہ بحال ہوتے نہیں دیکھنا چاہتیں۔ اس لیے ان کی مسلسل کوشش ہوتی ہے کہ کراچی میں ہمیشہ بے چینی، افراتفری رہے۔ کاروبار نہ ہو۔ آئے روز ہڑتال ہو، پہیہ جام ہو، ٹارگٹ کلنگ ہو۔ اب جو صورت حال ہے، ظاہر ہے کہ وہاں تین بڑی جماعتوں کی مشترکہ حکومت ہے۔ صوبے کی بھی اپنی ذمے داری ہوتی ہے۔ یہ سارا کچھ ہو رہا ہے، اس کے باوجود، اس پر قابو نہیں پایا جا رہا تو کیا کوئی یہ سمجھ سکتا ہے کہ اندر سے ان قوتوں کو شہ دی جا رہی ہے کہ تم یہ سارا کچھ کرو۔ جیسا کہ یہاں کہا گیا، جتنی

بھی ٹارگٹ کلنگ ہوتی ہے، ان کے قاتل گرفتار نہیں ہوتے۔ آپ دیکھیے کہ ٹارگٹ کلنگ میں یکساں طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ گولی سر میں لگتی ہے، شاذو نادر ہی بدن کے کسی اور حصے پر وار کیا جاتا ہے۔ Higher حصے میں گولی کا نشان ہوتا ہے۔ اس سے لگتا ہے کہ یہ کسی خاص ادارے کے تربیت یافتہ لوگ ہوتے ہیں، ہماری اتنی زیادہ ایجنسیاں ہیں۔ ہم یہاں سے نکلتے ہیں، لاجز تک ہمارا پیچھا کیا جاتا ہے کہ کون کہاں گیا، کدھر رہتا ہے، کیا کرتا ہے؟ کراچی میں دن کی روشنی میں جلوسوں میں اور سڑکوں پر براہ راست اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں۔ ان واقعات کا ذمے دار میں کس کو سمجھوں؟ میں تو پھر الزام لگاؤں گا کہ یا تو حکومت ٹارگٹ کلنگ میں ملوث لوگوں کو گرفتار کرے یا پھر خود حکومت اس میں ملوث ہے۔ جیسے یہاں کہا گیا کہ اس طرح کے واقعات پر جب حکومت میں شامل پارٹیاں مل بیٹھتی ہیں تو کچھ عرصے کے لیے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد پھر دوبارہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ ساری باتیں قابل غور ہیں۔ کراچی پورے پاکستان کی قومیتوں کا شہر ہے اور ہم سب سمجھتے ہیں کہ کراچی کا امن ضروری ہے۔ یہ دروازہ بھی ہے، gateway ہے۔ پورے ملک کا امن ہے لہذا کراچی کا امن انتہائی ضروری ہے۔ ہم جب سمجھتے ہیں کہ کراچی ہماری اقتصاد کا دروازہ ہے تو اس لحاظ سے کم از کم کراچی کے حالات بہتر بنانے کے لیے، مرکزی یا صوبائی حکومت اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائے تاکہ کراچی کے عوام کو امن و سکون دے سکے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبد الرحیم خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! آپ کی بڑی مہربانی۔ معزز ممبران نے کراچی کے مسئلے کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ میں ان کی تائید کرتے ہوئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کم از کم ہمارے security کے اداروں کو اس سلسلے میں واضح report دینی چاہیے۔ جو بھی مختلف واقعات، بلوے اور riots ہوئے، ہر واقعے کے بارے میں کہ اس میں کتنے لوگ مارے گئے، اس کی کیا evidence ہے، اس ترتیب سے اگر یہاں پر facts رکھیں تو پھر یہ اندازہ ہو سکے گا کہ اس میں کن کے interests ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان واقعات میں مجموعی طور پر ان لوگوں کا interest ہے جو کراچی پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ باسٹھ سال میں ہمارے علاقے کے لیے کوئی بجٹ نہیں رکھا گیا تھا۔ تمام سہولیات اور وسائل دیگر علاقوں اور بالخصوص کراچی کے لیے مختص تھے۔ یہ شہر industrialize ہوا، اس کو تعلیمی اور دوسرے معاملات میں ترقی دی گئی۔ ہم لوگ اور بالخصوص

غریب پشتون محنت و مشقت کرنے کے لیے وہاں گئے تھے۔ اب وہ plan مکمل ہوا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ آپ نکل جائیں۔ کوئی بھی واقعہ ہوتا ہے تو عموماً پشتون مارے جاتے ہیں۔ کیوں ریڑھی والے کو مارا جا رہا ہے؟ یہ ایسے واقعات ہیں کہ میں یہ بات کہوں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ اپنی بات ذرا مختصر کریں۔

سینیٹر عبد الرحیم خان مندوخیل: جناب والا! میں اتنا عرض کروں گا کہ وہاں پر ہونے والے تمام واقعات اور بلووں کی رپورٹ یہاں پر دینی چاہیے۔ پھر House اس سے نتیجہ اخذ کرے کہ یہ کون کر رہے ہیں اور ان کے مقاصد کیا ہیں؟ جناب والا! ہماری عرض یہ ہے کہ facts بتائے جائیں۔ جیسا کہ پروفیسر صاحب نے فرمایا اور ٹھیک فرمایا کہ چند بڑے بیٹھ جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ سب ٹھیک ہو گیا ہے یعنی عام لوگ قتل ہوئے، بڑے لوگ بیٹھ گئے اور بس خیر ہو گئی۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مولا بخش چانڈیو صاحب آپ اپنی بات کریں اس کے بعد سینیٹر طاہر مشہدی صاحب۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: جناب چیئرمین! آپ کی بڑی مہربانی۔ کراچی کے حوالے سے دوستوں نے جو بات کی ہے وہ میرے بھی دل کی آواز ہے لیکن میرے مہربان جناب رضا ربانی صاحب نے اس مسئلے کے ساتھ ایک اور اہم مسئلے پر بھی بات کی ہے۔ میں بھی اس مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ سندھ کے وزیر اعلیٰ نے بیان دیا ہے، یہ اخبار کی عام خبر یا عام بیان نہیں ہے کہ سندھ کے حکمران کہیں کہ وفاق میں کوئی ایسی قوت ہے جو اس سارے معاملے کو خراب کرنا چاہتی ہے۔ میں یہ بات کوئلے کے حوالے سے کر رہا ہوں کیونکہ پورا ملک ایک بحران کا شکار ہے، سب کو اس بحران نے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ لوگ پریشان ہیں، ہم سب سمجھ رہے ہیں کہ اس بحران کو حل کیے بغیر ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ ملک کی سلامتی کے لیے توانائی کا بحران ایک مسئلہ بن گیا ہے اور اس issue پر وزیر اعلیٰ کا بیان بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس لیے اس کا صرف تذکرہ کافی نہیں ہے۔ میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہی باتیں بڑھ کر وفاق پاکستان کے لیے خطرہ بن گئی تھیں۔ اب اس حکومت نے جرات کرتے ہوئے بلوچستان اور سرحد کے issues پر باتیں کی ہیں جیسا کہ آپ نے کہا کہ صدر پاکستان نے معافی مانگی تا کہ ہم ان لوگوں کو قومی دھارے میں شامل کریں اور کہیں کہ وفاق سے غلطیاں ہوئی ہیں۔ اب اگر

ہماری ساری کوششوں کو ملیا میٹ کرنے والی کوئی قوت یہاں موجود ہے جو ہمیں پھر نئے بحران میں ڈالنا چاہتی ہے اور ایک عدم اعتماد کی فضا قائم کرنا چاہتی ہے تو میں رضا ربانی صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا صرف تذکرہ کافی نہیں ہے۔ اس مسئلے کو سینیٹ کی پانی و بجلی کی کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔وزیر اعلیٰ کے بیان کا notice لیا جائے، وہ ہمارا اور سندھ کے عوام کا نمائندہ ہے۔ ایسی کون سی قوت اور گروہ ہے جو اس سارے معاملے سے وفاق کو خطرے میں ڈالنا چاہتا ہے، عوام کی خوشحالی و ترقی کو خطرے میں ڈالنا چاہتا ہے۔ میں تفصیل میں نہیں جاتا اور باتیں دہرانا نہیں چاہتا، آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس مسئلے کو کمیٹی کے حوالے کریں۔ اس کو عام point of order سمجھتے ہوئے، اس کا صرف تذکرہ نہ کروائیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Thank you. سینیٹر طاہر مشہدی صاحب، آپ اپنی party position بھی دیں اور پھر میں Leader of the House سے ان کی opinion لوں گا۔ آپ کی بجٹ پر تقاریر رہتی ہیں، اس لیے اس سے آگے بڑھتے ہیں، نہیں تو ہم ادھر ہی رک جائیں گے۔ جی مشہدی صاحب۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much sir. I am very grateful to all the honourable members.

میرے colleagues نے جو باتیں کی ہیں اور صفدر عباسی صاحب کے لیے I am specially grateful for raising this problem. میاں رضا ربانی صاحب نے جو detailed point of view دیا ہے، میں اس کو fully support کرتا ہوں۔ میں repeat نہیں کروں گا اور صرف یہ کہوں گا کہ یہ ہمیں لڑانے کی سازش ہے and sectarianism has again raised its ugly head in this country. میں سارے فقہ کے علمائے دین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ اس trap میں نہ آئے۔ کوئٹہ میں کوشش کی گئی، لاہور میں بھی کسی minority کی مسجد پر بھی یہ کیا گیا، ادھر جب fail ہوئے تو کوئٹہ چلے گئے، وہاں سے کراچی میں آئے ہیں اور اللہ کے فضل سے کراچی کے لوگ اور علمائے دین بھی کوشش کر رہے ہیں مگر میں President of Pakistan کو بھی خراج تحسین پیش کروں گا کہ انہوں نے personal interest لیا اور کل ہماری پارٹی نے رحمٰن ملک صاحب کی موجودگی میں ان سے میٹنگ کی اور یہ فیصلہ کیا ہے کہ action لیا جائے گا۔ مگر یہ صرف وعدوں تک نہیں ہونا

چاہیے، اگر ایک فیصلہ ہو گیا ہے تو پھر actionلیا جائے کیونکہ دہشت گرد کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ اس کی کوئی party affiliationنہیں ہوتی۔ جتنے بھی guiltyہیں، ان کے خلاف actionلیا جائے تا کہ پاکستان کے عوام کو جو protectionچاہیے اور خاص طور پر پاکستان میں بسنے والی minorities جن کو قائد اعظم محمد علی جناح نے اتنی guaranteesدی تھیں اور یہ guarantyہمارا اسلام بھی دیتا ہے، ان کو پورا تحفظ دیا جائے۔ جب بھی کراچی کا معاملہ ہوتا ہے، اس کے لیے سب بولتے ہیں اور کراچی سب کا ہے، وہاں سب رہتے ، بستے ہیں۔ مگر جب وہاں پر کوئی problemہوتا ہے تو سب مل کر اس کو solveنہیں کرتے۔ میری یہی requestہے کہ اس وقت پاکستان کی جتنی بھی political parties ہے، and enlightened leadershipوہ سب مل کر کراچی کا sectarian killingsکا معاملہ اور دوسرے معاملات اکٹھے ہو کر ختم کریں۔ I am very grateful to you.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Leader of the House رحمٰن ملک کی سینیٹ میں دستیابی کے بارے میں بتائیں۔

Senator Syed Nayyar Hussain Bokhari (Leader of the House): Thank you Mr. Chairman.

معزز ممبران نے کراچی کے حوالے سے concernکا اظہار کیا ہے، بلاشبہ یہ ہر محب وطن پاکستانی کا concernہے۔ اگر کراچی میں instabilityہو گی تو law and order situationکے علاوہ economyپر بھی اس کے effectsپڑتے ہیں۔ معزز سینیٹرز نے جو کہا کہ across the board from all political forcesاس کا احساس ہونا چاہیے کہ تمام political forcesنے بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کرنا ہے۔ اس سلسلے میں جناب صدر پاکستان کل کراچی میں تھے۔ وہاں پر political forcesکے ساتھ ان کی meetingsبھی ہوئیں۔ انتظامیہ بھی وہاں پر موجود تھی اور گورنمنٹ کو اس بات کا احساس ہے کہ کراچی میں ethnic issuesہوں یا آج کل جو sectarian issuesچل رہے ہیں باوجود اس کے کہ جب بھی بات کی جاتی ہے کہ law and order controlکرنا provincial subjectہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس کو صرف provinceتک confineکر دیں گے تو ہم اپنی ذمہ داری سے جان نہیں چھڑا سکتے۔ یہ Federal Governmentکی بھی responsibilityہے۔ I have conveyed the message to the Interior Minister that if he is available, if he is around the premises, he may come to the House

Senators and honourable نے جن concerns کے بارے میں ذکر کیا ہے، ان کے بارے میں بطور Interior Minister اگر کوئی اپنا موقف دینا چاہتے ہیں تو دیں اور اگر ان کے پاس ابھی details نہیں تو provincial government سے ایک detailed report لے کر اس House میں پیش کریں۔

I will ensure that the Interior Minister will come to this House and give the details as to what is happening in Karachi. What measures provincial government is taking and what measures Federal Government wants to take for that. This I assure the House.

جناب ڈپٹی چیئرمین: بخاری صاحب، اگر ان کو کہیں کہ وہ Thursday کو آکر Law and Order پر بات کریں کیونکہ کل ہم اپنی House recommendations میں پیش کر دیں گے۔ ان پر بھی تھوڑی بہت debate ہو جائے گی۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: By Thursday we will have it.

جناب ڈپٹی چیئرمین: Thursday evening کو جب سیشن ہو تو اس میں پھر جو multinational want to take کہ ہیں کہتے وہ کہ سمجھائیں ہمیں بھی وہ ہو angle کا entry over the Thar coal اور یہ ساری۔ تیاری کر کے آئیں، ہاؤس الف لیلیٰ کی کہانیاں نہیں سننا چاہتا، اب ہاؤس practical چیزیں سننا چاہتا ہے اور action کیا ہوا ہے، وہ دیکھنا ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: یہ اچھی بات ہے کہ الف لیلیٰ کی کہانیوں سے ہم نجات پائیں گے اور اصل معاملات کی طرف آئیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Internet آگیا ہے، بچے بچے کو بھی پتا ہے what is happening in this world. Senator Tahir Mashhadi sahib, please take the floor on a budget speech.

Further Discussion on the Finance Bill 2010−11

Senator Col.(R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman. The great misfortune in the

country is that 98% of the masses are held hostage by 2% of the ruling elite. The feudals, generals, senior bureaucrats, business tycoons along with the money and land barons constitute this 2% and they have held the poor, the meek and humble oppressed and suppressed people of Pakistan hostage since the creation of Pakistan. All budgets in the past have therefore represented the privileged 2%. They have always been feudals, multinationals, bankers and big business oriented people.

In spite of a great democratic party being in power, a truly democratic coalition dispensation in place, the heirs of Paksitan's most popular leaders, *shaheed* Zulfiqar Ali Bhutto and the late Muhterma Benezir Bhutto *shaheed* have failed to provide a budget that offers any substantial relief to the poor. It seems that the Government found it impossible to break the strangle hold of the powerful ruling elite and the bureaucrats. The budget smirks of leaning towards the rich and the mighty, it can only be claimed as a budget of the elite, for the elite, by the elite and will only make the rich, richer and the poor, poorer.

Mr. Chairman, the cries of anguish can be heard from the length and breadth of this great land of ours. The people are finding it desperate to manage their personal budgets while inflation marches relentlessly on and a seemingly, apparently merciless government continues to demand from the people who have so little to give. The Finance Ministry is obviously oblivious to the immense burden that a masses of the almost monthly increases in the utility bills and the prices of eatables. How are the poor, meek and exploited people expected to manage when prices are not controlled, subsidies are removed on food stuffs and utilities and the tariffs are so frequently raised. Surely the primary duty of any government is to safeguard the interests of the citizens. Where, in

the budget has this been done? Budgets are supposed to give the economic strategy, vision and policy of the government, all of which are conspicuous by their absence. The strategic design of this budget seems to maintain the convenient status quo and to let the poor and the middle classes suffer the outrages of fortune by rising prices, unemployment, poverty and power outages.

Nothing mentioned in the budget speech suggests any measure which might lead to economic recovery, controlling the inflation or achieving self−reliance. No targeted social protection regime for the poor is visible. No. Is there any proposal for reducing unemployment, improving investment climate or overcoming energy shortages? 1033 trillion rupees transferred to the provinces under the 7th NFC Award compared to the 655 billions last year and increase of 58% augurs well and is to be welcomed. Although due to bureaucratic bungling Sindh has been deprived of its rightful share of sales tax, on services, this year and the provincial government has complained and I think that justice will be done and the amount will be paid to Sindh. I hope so anyway. The announcement that austerity measures, for non−salaried current expenditure will stand frozen at current prices, will not make any difference.

The national economic problems are persistent, deep and structural. The solutions offered should have been based on the scale of the challenges and this was not done. In spite of many promises that the budget would be pro poor as per the great expectations of the people, the budget presented is hardly any different from the previous ones.

The balancing of revenues and expenditures has not been attained. We will soon be told about the added security expenses, inflation related salary increases and other unforeseen expenses

because no effort has been made to make substantive cuts in our spending; we are assure to be burdened by frequent mini budgets and cuts. Our most serious problems are on revenue, mode of things; our government spends far more than it earns. More tax revenue must be raised but they do not want to do it at the expense of the ruling elite which are the people and sectors which have always connived with the government in power to remain out of the tax net.

We see no tax on agriculture income in this budget. No measure has been suggested to weave this reliance on indirect taxation which affects the poor and the middle class far most. As the budget depreciating pieces the fiscal shortfall, the government will resort to raising prices of POL, gas, electricity and curtailing the development expenditures as they did last year. Domestic resources mobilization, reducing the size of the government and improving the efficiency of the public sector spending, has been completely ignored. Economic recovery has to be brought about, inflation needs to be checked and brought down and the GDP growth needs improvement.

Foreign exchange reserves have passed 16 billion dollars and remittances are up to 8.5 billion which are good signs and good trends but the ultimate objective of this budget as of all government endeavours is always to improve the condition of the masses.This budget does not do so, at least I have failed to see it, if they have attempted to do so.

Mr. Chairman, last year's performance has been painful for the people of Pakistan, as price impression soared, power and gas bill swelled and real incomes shrank and healthcare and education sectors were ignored. Manufacturing sectors and industrial out put dropped because of energy shortages, security concerns, expensive

credit, flight of capital and the drawing up of foreign investment. All these indicators continue in this budget also. In any balanced budget political stability and economic stability have to be integrated, this has also not been done. In this budget, relief for the poor segments and the growth has been sacrificed at the alter of attempting to stabilize and to maintain the convenient status quo.

Mr. Chairman, this is a time of restlessness, it is a time of hardship, of misery, of privation and concern for those segments of our people, for the long suffering and neglected masses of Pakistan. This Mr. Chairman, is a sum of discontent and by the proposals put forward in this budget, it seems that this is going to be a year of discontent and hardship. While attempting to stabilize the economy, the government had chosen to cut energy and food subsidy and curtail funds for development. Elimination of subsidies is not going to help the government to achieve any significant reduction in poverty. The public sector investment in social and economic infrastructure in water, power, irrigation, roads, education and health under the public sector development programme needs to be re−visited. Based on uncertain source of external flows, government has taken a huge double gamble of presenting a 3259 trillion rupees budget without knowing whether the resources pledged by foreign donors or the loans will be available, without taking any major initiative to broaden the tax net or to bridge the rich and poor gap or provide visible relief to the poor.

Mr. Chairman, in a scenario dotted with economic slowdown, deteriorating law and order situation and unabated inflation, it looks as if we have a budget of desperate hopes, impossible targets and possible fiascos on our hands. Earmarking of 5263 million rupees for public order and safety affairs is a welcome step. Law and order situation all over the country leaves much to be desired,

emphasis has to be laid to improve the capacity of the law enforcing agencies to meet the new threats, they must be better equipped and trained and better paid and especially in anti-terrorist operations.

Mr. Chairman, we live in an age of electronic marvellous independent TV net works and very dedicated and alert and courageous media persons coupled with easy and cheap communications have resulted in a more enlightened and well informed public than ever before. You can't hide anything from them anymore. The era of cover ups and spin drafting is over. You can't fool any of the people, any of the time, anymore.

Mr. Chairman, corruption is eating away the very vitals of our society. Institutionalized corruption is the order of the day. Well, steps have been taken to save the country from this curse. The corrupt along with hoarders, the smugglers and black marketers must be taken to task. None of these people can possibly function without the support and connivance of the law enforcing agencies and the political support of the influentials. Let the people of Pakistan see for the first time that we have a government that holds the honour, dignity and interest of Pakistan foremost and we will not tolerate anti-social, anti-state or anti-people persons whosoever they may be. I urge the government to become pro-active to punish the guilty. The culprits must be brought to book and given exemplary punishments. No one whatever his status, wealth or political clout be, permitted to play with the economy of Pakistan or the well being of its people. Action now will go a long way in regaining the lost credibility of this government and at the same time bring down the prices of consumer items. All written off bank loans must be recovered.

Mr. Chairman, As far as prices of petroleum products is concerned, even a minor reduction in taxes on petroleum products would bring down the prices of many goods and services. Presently, the price of petrol has 45% in government taxes, a 50% reduction in petroleum tax would be true relief. Unless this is done all other measures are going to be meaningless. Shortfall, we can make up by taxing the big landlords and increasing duties and taxes on luxury items and by taxing the rich. The basic problem with Pakistan's economy is that the trickle down effect has not reached the masses. There are the usual impressive figures which have been given in the budget but Mr. Chairman, I must emphasize people don't eat figures. Figures and promises don't fill empty stomachs. Promises made and broken lose their appeal just as perfumes, once stale, smell worse than weeds.

Mr. Chairman, the uprising prices of day to day foodstuff, transportation and energy charges is the matter of grave concern. The menace of ever-rising prices can not be curbed by edits alone. Prices are controlled by economics basic principles of supply and demand. If supply falls below the demand, the prices will increase. If supply is equal to demand the prices will remain stable. It is therefore, obvious that the emphasis must be on ensuring the supply of consumer items to the market. The inflation and high prices have broken the spirit of our great people. The rapid rise of these items especially during the period of the present dispensation has brought about unbearable misery, hardship and discomfort to the people. No step or action has been taken to bring the foodstuff to the market or to control the prices. It is becoming more and more impossible for the working classes to make both ends meet, to feed their children or to keep body and soul together. The announced increase in pay and allowances is too meagre to make

any difference. Meagre increase of 50% pay rise the government servants needs review. Keeping in view the back breaking inflation, the rise in pay and pension, is too little, too late and is rejected. The recommendations of the Pay and Pension Committee should be implemented in toto. If this cannot be done, pay and pensions must be increased by a 100% at least. The minimum wage of the workers under the labour policy should be raised to 10,000/− rupees per month from the proposed 7,000/− rupees a month. Nobody can feed a family in 7,000/− rupees in the present circumstances. Dowry grant for daughters of the poor workers be enhanced to 100,000/− from the proposed 75,000/−. The government must create job opportunities. Employment is the best relief that a government can provide to the people. Let the jobs be created and let them be given on merit. Education deserves far more attention. The proposed allocation of 34,500/− million rupees is too little. The allocation must be raised to at least 70,000/− rupees this year and must come up to 4% of the GDP within next two years. The Higher Education Commission budget proposed at 15.762 billion is 7 billion less than last year. This is only 50% of the needs of HEC. 10 billion rupees is required to maintain the 9000 students who are on various scholarships. The reduction will take HEC into default and will not be able to support 193 on going projects and 11 new projects which they have planned in 258 campuses in Pakistan. The dual education system in the country must end. All children in the country must be given equal opportunity in education. The plight of the teachers in secondary schools has to be improved and the qualified teachers and professors must be brought back from abroad to serve the country's colleges and universities with reasonably attractive packages; a special pay package doubling the pay of teachers must be announced and nation that doesn't respect the

teachers loses his moorings, his pride and his hopes in the future. The state of the teachers in Pakistan is pathetic. They are getting less pay than what we give to our domestic servants and cooks.

The proposed allocation of Rs.7,823 million for health affairs and services, needs to be seriously reviewed. The allocation must reach at least Rs.125,500 million and must reach 4% to 5% of the GDP within the next two years as presently it is far short of the Millennium Development Goal.

The proposed removal of subsidies on wheat, sugar, fertilizer and electricity means increase of prices of consumer goods. This proposal must be withdrawn and the subsidies on these vital items must be continued. The wealth of the nation is for the people. The subsidies should not and cannot be cut altogether. They can be re-allocated to bring down the prices of basic food stuff such as rice, *atta,* ghee and pulses so that the people can face double digit inflation.

Agriculture has not been taxed as expected. The influential agricultural lobbies in the ruling elites have once again succeeded in forcing the Government to exempt this politically sensitive sector from taxes losing the Government large revenues. Income from agriculture holdings must be brought into the tax net.

The interim measure or GST raise of one per cent be withdrawn immediately and the GST be reduced to 15% from 16%. The proposed GST reform or the proposal to impose VAT in any form is rejected in totality and should not be imposed by October 1st or any other date or in any other form. We will never support this unless agricultural income is brought into the tax net first.

No proposal or fiscal steps have been taken to oversee the implementation of, the transition of subjects to provinces in the erstwhile concurrent list. The transition committee is mandated to

ensure the devolution of such subjects before June 2011. The concerned federal ministries and divisions should be reduced along with this period creating fiscal space. The budget allocations should have been cut and given to the provinces with sufficient allocations for smooth transaction. Instead to be devolved ministries and divisions have been allocated funds as if there is no intention to devolve them.

The whole of Pakistan has been hardened by WAPDA especially Karachi by KESC. The electricity sector has caused great discontent, misery and suffering to the people. The cut of subsidies of power sector needs to be reviewed as this will have burden on the common man and will hit the smaller provinces more. NEPRA has approved a whopping tariff increase in KESC of Rs1.77 per unit but this is not the end of the people's woes. They can expect still worse in July when to meet the IMF's conditionalities. Power tariff increase of further Rs.5 to 6 per unit will be thrust on the long suffering, oppressed and suppressed masses.

Mr. Chairman, the Balochistan issue needs to be solved without delay. Promises, promises and broken promises is the long history of this most unfortunate province. Rhetoric must be replaced by action. The rights of the Balochistan people must be returned to them. The resources must be given to the province. The wonderful tribes which constitute this great province of ours, whether they be Baloch or Pakhtun, they need to be honoured and respected and to be given their rights which they have been demanding for so long. Attention to their grievances is required right now. There can be no delay. The infrastructure for Gwadar, the roads, the rail must be built and built quickly; otherwise, Gwadar is just going to be a white elephant, unable to provide any subsistence to the people of Balochistan. The port and all its earnings must go to the Baloch

people. It is their inherited right. The rights of the people and the grievances must be covered.

Mr. Chairman, the question of the missing persons requires the gravest attention. This is a great tragedy which is perpetuated on the Pakistani people. Missing persons cause a misery and hardship to their complete families. Why can everything not be done as per the law, in accordance with the law, as Quaid−e−Azam had promised that every person in Pakistan will get the right of law. If there is anybody wanted by the law enforcing agencies, they should be done in a lawful manner. This missing person system that is invoked especially in Balochistan is causing a great deal of harm and hurt the poor families who are affected by it, even more than a person, who is arrested.

Mr. Chairman, the war on terror must reach its normal conclusion. Defeat is not an option. The terrorists, the inhuman barbarians have to be defeated. We must have mosques free from bomb blasts where our people can go and pray without fear or being bombed and turn into Shaheed. The Pakistan Army deserves to be paid tribute for its bravery, for the great work it has done to clear the areas so far. The nation needs to be behind its Armed Forces and to support them and to continue to support them. We salute the people of the Pakistan Armed Forces for their great sacrifices and their great bravery.

Mr. Chairman, I along with my party colleagues have 22 proposals to make this budget better. They may not make it a perfect budget but they would definitely make it more palatable to the people of Pakistan. So, instead of going through these 22 points, I would like to place it on record.

Mr. Deputy Chairman: Please make it property of the House.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I will conclude by saying that the people of Pakistan are the most courageous and most suffering people on earth. They are the most patriotic people on earth because in spite of the misery and sufferings, they continue to love this nation of ours. It is for us, the lawmakers to give them a budget which will help them to sustain themselves through the coming years. I am sure that if the Senate is heeded to, great leaders in the history of mankind have always listened when a Senate has spoken, whether it was time of Plato, Socrates, Cicero or Confucius, they were all in the Upper House or it is the time today, those governments who do not listen to the Upper House, do not listen to the collective wisdom of the people; they land up on the dung heap of history. Those governments which listen to the Upper House and implement the suggestions made, those governments live on and they are never lost in the sands of time. Our people can go forward with the greatest confidence, the forces of history are clearly on the side of the great Pakistani people because we have the wit, we have the will, we have the faith and we have the persistence to make sure that this country reaches its destined greatness. Thank you Mr. Chairman.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ اس سے پہلے کہ میں floor قریشی صاحب کو دوں، حقوقِ بلوچستان کے بارے میں بہت سے comments آرہے تھے، لوگوں کو یقین نہیں آرہا تھا، میں نے کہا بھئی یقین کرو۔ یہ اس film actress کی مانند نہیں ہے جس کے بارے میں آج press میں آیا ہے کہ انہوں نے دوستی ایک سے کی، محبت دوسرے سے کی ہے، منگنی تیسرے سے کی ہے اور پتا نہیں نکاح کس سے کرے گی۔ شکریہ۔ جی غفار قریشی صاحب۔

سینیٹر عبدالغفار قریشی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ کے اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ مجھ سے قبل میرے بہت سے senior parliamentarians نے بڑی تفصیل سے اس بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں چند گزارشات پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ جناب والا! بجٹ تقریر میں جناب وزیر خزانہ نے ایک بات بڑے وثوق سے کہی کہ اس بجٹ کو بناتے وقت ہم نے بہت سارے لوگوں سے مشاورت کی جن میں ماہرین معاشیات، ایوان ہائے تجارت، پارلیمانی کمیٹیاں، صوبائی حکومتیں، میڈیا یہ سب شامل تھے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کے سامنے یہ بات واضح ہے کہ جس دن بجٹ پیش ہوا دوسروں کی تو بات الگ ہے، خود حکومت کی دو اتحادی جماعتوں نے بجٹ کے خلاف اس بنیاد پر بائیکاٹ کیا کہ انہوں نے بجٹ کو بناتے وقت ان سے مشاورت نہیں کی۔ اس طرف سے جناب بابر غوری صاحب نے تو یہاں تک کہا کہ:

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا

میں اعظم سواتی صاحب کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ جنہوں نے کھل کر اس بات کا اظہار کیا اور اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے جذبات کا اظہار نہیں تھا بلکہ پاکستانی قوم کے بچے بچے کے جذبات کا اظہار تھا۔

جناب والا! محترم وزیر خزانہ کہتے ہیں کہ ہم نے بجٹ بناتے وقت تمام تجارتی اداروں کے ساتھ رابطہ کیا، تمام businessmen طبقوں سے رابطہ کیا۔ میری نظر میں پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی Chamber of Commerce and Industry کے صدر کی پریس کانفرنس گزری، جس میں انہوں نے اس بجٹ پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ تمام پالیسیاں IMF کی نظر آرہی ہیں جو ملک میں مہنگائی اور بے روزگاری میں مزید اضافے کا باعث بنیں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح بجٹ تقریر میں انہوں نے یہ بات کہی کہ انہوں نے بجٹ بناتے وقت سب سے مشاورت کی تھی، وہ بالکل غلط ہے۔

جناب والا! جب سے یہ حکومت آئی ہے، اس حکومت نے اپنی تمام ناکامیوں کا، اپنی تمام برائیوں کا، اپنی تمام غلط پالیسیوں کا ملبہ سابقہ حکومت پر ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی

جب میں نے دیکھا کہ پہلے مشیر خزانہ اور پھر وفاقی وزیر بنا کر بجٹ پیش کرنے کا اختیار جس شخص کو دیا گیا وہ شخص سابق حکومت سے تعلق رکھتا تھا۔ اس موقع پر مجھے میر کا وہ شعر یاد آیا کہ:

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

جناب والا! بات یہ ہے کہ ہمارے کہنے میں اور ہمارے عمل کرنے میں فرق نہیں ہونا چاہیے۔ اب حفیظ شیخ صاحب کی بجٹ تقریر کے بعد، حفیظ شیخ صاحب کے وزیر خزانہ کے بننے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اب حکومت کے کسی کارندے کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنی تمام برائیوں کا سہرا پچھلی حکومت کے سر پر ڈالے۔ اس لیے کہ کبھی بھی ایسا نہیں ہوتا کہ پچھلی حکومت کے لوگوں نے اگر برائیاں کی ہوں تو ان کو آنے والی حکومت دوبارہ adopt کر لے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پچھلی حکومت کی تمام پالیسیاں موجودہ حکومت کی پالیسیوں سے کئی گنا زیادہ بہتر تھیں۔

جناب والا! غربت کا ذکر کیا جاتا ہے کہ ہم غربت کو ختم کرنے کے لیے بہت سارے programmes کر رہے ہیں۔ مجھ سے قبل بھی بہت سارے مقرّرین نے اقوام متحدہ کے Director Wolfgang کی رپورٹ بتائی جس میں یہ بتایا گیا کہ اس سال ملک میں آٹے کا استعمال 10% صرف اس لیے کم ہوا کیونکہ آٹے کی قیمت غریب آدمی کی دسترس سے باہر ہو گئی تھی۔ اسی طرح Swiss Agency for Development and Cooperation کی تیار کردہ رپورٹ کے مطابق پاکستان کی آبادی کا 48.6% food insecurity کا شکار ہے۔ جناب والا! غربت اس حد کو پہنچ چکی ہے کہ اب ہمیں اس پر بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم لوگوں کو بھکاری بنائیں، ہمیں لوگوں کو روزگار فراہم کرنا چاہیے ۔ حکومت کبھی بھی سرکاری نوکریوں کے ذریعے روزگار فراہم نہیں کر سکتی۔ میں یہاں پر جناب اسحاق ڈار صاحب اور ہارون صاحب کا ذکر کروں گا جنہوں نے اپنے اعداد و شمار کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ حکومت کہاں غلطیاں کر رہی ہے اور کہاں غلطیاں دہرا رہی ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت بے روزگاری کا خاتمہ چاہتی ہے تو اسے Private Sector میں زیادہ سے زیادہ industries لگانے کے لیے ترغیبات دینی چاہییں۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس پورے بجٹ میں foreign investment لانے کے لیے یا نئی industries لگانے کے لیے کسی قسم کی کوئی ترغیب

نہیں دی گئی۔ جب تک ہمارے ملک میں industrialization نہیں ہو گی تب تک بے روزگاری اور غربت کا خاتمہ کسی صورت نہیں ہو سکتا۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ اس جانب بھی دلانا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ تقریر میں وزیر خزانہ نے فرمایا کہ ہمارے ملک کی four corporations اس ملک کے دو سو پینتالیس ارب روپے کو کھا رہی ہیں اور ان کے اندر انتظامی بدحالی، پاکستان کی تاریخ کا ایک record ہے۔ جناب والا! صرف یہ کہہ دینا کافی نہیں بلکہ یہ ضرور بتانا چاہیے تھا کہ اب ان دو سو پینتالیس ارب روپے کو بچانے کے لیے ان four corporations کو بچانے کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟ حکومت کا کوئی ایسا قدم ہمارے سامنے نہیں آیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ خدا نخواستہ یہ دو سو پینتالیس ارب روپے کا خسارہ اگلے سال بڑھ کر کہیں چار سو پچانوے یا پانچ سو ارب روپے کے قریب نہ ہو جائے۔ جناب والا! ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمیں افراط زر کو control کرنے کی ضرورت ہے۔ یہاں پر energy saver bulbs کی بات کی گئی کہ یہ بلب تقسیم کیے جائیں گے۔ جناب! یہ ساڑھے تین کروڑ energy saver bulbs جو اس ملک میں تقسیم کیے جائیں گے، کہیں ان کا حال بھی اس شجر کاری مہم کی طرح نہ ہو جائے کہ جیسے ہر سال پاکستان میں کروڑوں کی تعداد میں درخت لگائے جاتے ہیں لیکن surface پر وہ درخت نظر نہیں آتے۔ یہی ساڑھے تین کروڑ energy saver bulbs کہیں حکومت کی فائلوں میں نہ ہوں، یہ غریبوں تک پہنچ بھی نہ پائیں اور صرف چند ذمہ داروں کے گھروں کو چمکا رہے ہوں۔ ایسی schemes کا کوئی فائدہ نہیں جس میں غریبوں کو directly کوئی فائدہ نہ پہنچ سکے۔ جناب والا! میں یہ درخواست کروں گا کہ خدا کے لیے وہ schemes بنائی جائیں جن سے عام آدمی کو فائدہ پہنچ سکے۔ میں وزیر خزانہ کے اس اقدام کی تعریف بھی کروں گا جس میں انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے جتنے بھی developmental projects ہیں ان میں 80% رقم ongoing schemes کو دی جائیں گی۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ہم ہر سال نئی schemes شروع کر دیتے ہیں لیکن ان schemes کو final کرنے کے لیے پیسے نہیں رکھے جاتے۔ میں ان کے اس اقدام کی تعریف کرتا ہوں کہ یہ اچھا اقدام ہے جس سے جتنی بھی ongoing schemes ہوں گی وہ پایہ تکمیل کو پہنچ سکیں گی۔

جناب چیئرمین! مجھ سے قبل جناب ڈاکٹر خالد سومرو صاحب نے صوبہ سندھ کے حالات کا بہت تفصیلی ذکر کیا، میں ان باتوں کو دہرانا نہیں چاہتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے سندھ کے ہر حصے

کا احاطہ کیا ہے۔حد تو یہ ہے کہ موجودہ وفاقی بجٹ پر سندھ کی موجودہ حکومت کو بھی تحفظات تھے، ہمارے سندھ سے منتخب ہونے والے صوبائی اسمبلی کے ممبران نے اس پر احتجاج کیا ہے۔ موجودہ حکومت کے لیے یہ ایک لمحہ فکریہ ہے کہ وہ اس پر غور کرے اور دیکھے کہ کہاں پر ان سے غلطیاں ہوئی ہیں۔ اس وقت ملک دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے جس طرح ہمیں war on terror کے نام پر گھسیٹا گیا، خدا کے لیے اس پر بھی نظر ثانی کی جائے۔ ہمیں اس پر بہت زیادہ محنت کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم دیکھیں کہ کہاں پر ہم سے غلطیاں ہورہی ہیں۔ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو یہ ملک دن بدن تنزّلی کی طرف چلتا چلاجائے گا۔

آخر میں ایک مرتبہ پھر اپنے ان تمام دوستوں اور احباب کی باتوں کی تائید کرتا ہوں جنہوں نے اس بجٹ کے حوالے سے اپنی تجاویز دیں۔ جیسا کہ ابھی آپ کے سامنے مشہدی صاحب نے بہت تفصیلی بات کی لیکن مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں پر اتنی مدلل تقاریر ہورہی ہیں، اتنی بہترین تجاویز یہاں پر دی جارہی ہیں مگر حکومت کی جانب سے مجھے نظر نہیں آتا کہ کوئی آدمی ان باتوں کو note کر رہا ہے بلکہ یوں لگتا ہے کہ شاید انہوں نے یہ سوچ لیا ہے کہ ہم دیواروں کے سامنے اپنی تقاریر کر رہے ہیں لیکن شاید دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں، ممکن ہے کہ یہ سن کر انہیں بھی سنا دیں۔ جناب والا! میں درخواست کروں گا کہ خدا کے لیے اپنے چہرے کی مٹی صاف کرنے کی کوشش کریں، آئینہ صاف کرنے سے کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ اگر آپ پوری زندگی آئینہ صاف کرتے رہے تو آپ کے چہرے پر لگا ہوا ملبہ کبھی بھی صاف نہیں ہوگا۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے میری حکومت وقت سے درخواست ہے کہ اب ہوش کے ناخن لے اور اپنے آپ کو صحیح سمت میں ڈالنے کی کوشش کرے۔ میں اس شعر کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا کہ:

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے لیکن
شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ مولانا گل نصیب صاحب۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔(عربی) شکریہ جناب چیئرمین، میں بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے 2011–2010 کی انتہائی مستند دستاویز، بجٹ پر مجھے اظہار خیال کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ جناب چیئرمین! میں اس بات پر بھی شکر گزار ہوں کہ آپ انتہائی فراخدلی سے ارکان کو سنتے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی بھی کرتے ہیں۔ 2011–2010 کا بجٹ ایسے حالات میں پیش ہورہا ہے کہ خطے میں پاکستان عالمی سطح پر تنہا ہو چکا ہے اور وہ اپنی پالیسیوں میں پائے جانے والے تضادات کی وجہ سے آج پوری دنیا کے اندر اپنا اعتماد کھو چکا ہے۔ اس وقت ملک کے اندر یہ صورت حال ہے کہ ہماری قوم کا ہمارے حکمرانوں پر اعتماد نہیں رہا اور کسی ادارے کے اندر، کسی department کے اندر کسی قسم کے اعتماد کی فضا اب موجود نہیں ہے۔ عالمی اور مقتدر قوتوں نے اس خطے میں پاکستان کو اپنی انتہائی ظالمانہ پالیسیوں اور اپنے قہر و جبر کا مرکزی نقطہ بنایا ہے اور وہ کسی صورت حال میں بھی پاکستان کی معیشت کو، پاکستان کی اقتصادیات کو، پاکستان کے امن کو برداشت کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ جناب چیئرمین! ہمیشہ ایسے تجزیے ہوتے ہیں جن میں کسی قوم کی کامیابیاں بھی رکھی جاتی ہیں اور کمزوریاں بھی سامنے رکھی جاتی ہیں اور اس لحاظ سے تجزیے کیے جاتے ہیں۔ جناب والا! ایک فوجی ڈکٹیٹر حکمران کے ہوتے ہوئے، ہم اس قومی اور سیاسی حکومت کے اس کارنامے کو نہیں بھول سکتے کہ انہوں نے 1973 کے آئین کو اپنی اصل شکل میں بحال کرنے کے لیے تمام سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر اٹھارھویں ترمیم پاس کروائی۔ یہ اس حکومت کا ایک کامیاب کارنامہ ہے اور اس کے لیے تمام سیاسی جماعتیں مبارکباد کی مستحق ہیں۔

جناب والا! اس حکومت کا دوسرا بڑا کارنامہ NFC Award ہے۔ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد صوبائی حقوق کے لیے لڑنے والی قوتیں اور صوبائی مراعات کے حصول کے لیے جدوجہد کرنے والی قوتیں ساٹھ سال تک محنت کرتی رہیں لیکن ان کو پذیرائی نہیں ملی اور اس حکومت کے ہوتے ہوئے، انہوں نے NFC Award اس طرح تشکیل دیا کہ جس سے صوبوں میں تقریباً اطمینان آیا۔

جناب والا! مجھے اس بات پر بھی فخر ہے اور خوشی ہے کہ اس حکومت کی کامیاب پالیسیوں اور کارناموں میں اس کو بھی شمار کیا جا سکتا ہے کہ محترم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس ملک کو ایک ایٹمی قوت بنانے کے لیے ابتدائی طور پر سب سے موثر کردار ادا کیا تھا۔ ان کی پیپلز پارٹی اور ان کے اتحادیوں کی حکومت کے ہوتے ہوئے اس کی حفاظت کے اسباب بھی پیدا کیے جا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! مجھے اس بات پر بھی خوشی ہے کہ حکمران ڈکٹیٹروں کے ہوتے ہوئے سیاسی قوتوں میں انتشار پیدا کیا گیا، سیاسی جماعتوں میں تفریق پیدا کی گئی ، یہ اس حکومت کا کامیاب کارنامہ ہے کہ اس نے سیاسی قوتوں کو مل بیٹھنے کا موقع دیا، سیاسی قوتوں کو حکومت میں شامل کیا اور ایک سیاسی حکومت تشکیل دینے میں کامیاب ہوگئے۔

جناب چیئرمین! میں بصد احترام عرض کروں گا کہ ہمارے بجٹ کی تشکیل نہ موجودہ حکومت نے کی ہے، نہ ہی جرنیلوں کی حکومت نے کی ہے۔ اور نہ ہی ہمارے ملک کے پالیسی ساز ادارے کرتے ہیں۔ یہ IMF and World Bank کرتے ہیں اور IMF and World Bank مغربی قوتوں کی زد میں ہیں اور وہ ہماری معیشت کو مستحکم نہیں ہونے دیتے، ہماری اقتصادی صورت حال کو مستحکم نہیں ہونے دیتے۔ ہماری یہ حکومت بھی اس بات میں کامیاب نہیں رہی کہ وہ IMF and World Bank سے خلاصی حاصل کر سکے اور ان کے تشکیل کردہ بجٹ کی بجائے، اپنا تشکیل کردہ بجٹ قوم کے سامنے لانے میں کامیاب ہو سکے۔

جناب والا! میں اقتصادیات کا ماہر طالب علم نہیں ہوں ۔ میں نے معیشت کو نہیں پڑھا۔ میں دینی مدرسے کا طالب علم رہا ہوں۔ قرآن اور سنت اور فقہ کو درس میں پڑھ چکا ہوں اور بطور مدرس پڑھا چکا ہوں لیکن جناب چیئرمین، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بجٹ میں ، بجٹ کا جو بنیادی مقصد ہوتا ہے کہ اخراجات اور آمدن میں توازن پیدا کیا جاسکیں اور اپنے قومی اخراجات کو اس سطح پر لایا جائے کہ وہ ہمارے بجٹ کی برداشت کے قابل ہوسکیں۔ میرے خیال میں ہماری مرکزی حکومت اور اس کے اہلکار اس بات میں میں ناکام رہے ہیں کہ بجٹ ہمارے اخراجات میں توازن پیدا کر سکیں اور قومی سطح پر ہم ایک منظم معیشت پیش کر سکیں۔ ہم اپنے بجٹ کو غریب پرور بجٹ کہتے ہیں ، ہم اس کو قومی معیشت کا کامیاب بجٹ کہتے ہیں لیکن یہ ہمارے تضادات ہیں اور یہ تضادات آج کے نہیں ہیں، پاکستان بننے کے وقت سے یہ تضادات شروع ہوگئے تھے اور آج تک ان تضادات کا سلسلہ جاری ہے۔ ہم نے دنیا کو کہا تھا کہ ہم ایک آزاد اور خودمختار ملک حاصل کرنا چاہتے ہیں جس میں اسلامی حکومت اور اسلامی معیشت ہو گی، ہمارے اس ایجنڈے کو کامیاب ہونے میں ساٹھ سال لگ گئے ہیں لیکن ہمارے سامنے تضاد آیا اور اسلامی نظام، اسلامی حکومت ،اسلامی تہذیب اور اسلامی تمدن اس ملک میں نہ آسکے۔

جناب والا! ہم نے قوم سے قربانی تو مانگ لی تھی لیکن ہمیں فرنگی سامراج کی نیلی آنکھوں سے دشمنی نہیں تھی۔ ان کے لباس سے دشمنی نہیں تھی، ان کی بودوباش سے دشمنی نہیں تھی بلکہ ان کی

سامراجی پالیسیوں سے دشمنی تھی۔ عدل و انصاف سے ماورا نظام سے دشمنی تھی جو اس ملک کے مسلمانوں کے لیے زہر قاتل سے کم نہیں تھا لیکن ملک کے آزاد ہونے کے بعد ہم یہاں اسلامی نظام نافذ کرنے میں اب تک ناکام ہیں جو ہمارے تضادات ہیں۔ جناب والا! ہم دنیا کو بتاتے ہیں کہ ہم آزاد خارجہ پالیسی کی بنیاد پر اپنا ملک چلا رہے ہیں اور دنیا سے برابری کی بنیاد پر تعلقات قائم رکھتے ہیں لیکن ہمارا عمل اس کے برعکس ہے۔ یہ تضاد ہے۔ ہماری خارجہ پالیسی آزاد نہیں ہے۔ دنیا ہمیں دیکھتی ہے کہ منطق اور دلیل کے اعتبار سے یہ لوگ آزاد خارجہ پالیسی کی بات کرتے ہیں لیکن عمل کے اعتبار سے امریکہ کے غلام ہیں اور ہماری خارجہ پالیسی امریکی مفادات کے تابع ہے۔ اب دنیا کے حکمران ہم پر اعتماد کیسے کریں گے کہ ان لوگوں کا قول ایک ہے اور عمل دوسرا ہے۔ ان لوگوں کا اپنے ملک کی خودمختاری کے حوالے سے ایجنڈا ایک ہے جب کہ اپنے ملک کی خودمختاری کے حوالے سے دنیا کے ساتھ معاملات ان کے دوسرے ہیں۔ آج تک پاکستان بننے کے بعد ہم ایک آزاد اور خودمختار خارجہ پالیسی تشکیل دینے میں ناکام رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے میری دلیل کمزور ہو، میں ایک ایسا طالب علم ہوں جس کو ان چیزوں پر زیادہ دسترس نہ ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہماری آزاد خارجہ پالیسی ملک کے مفادات کے تابع نہیں ہے۔ یہ امریکی مفادات کے تابع ہے۔

جناب چیئرمین! ملک کے آزاد ہونے کے بعد فوراً ہم نے ایک رٹ لگانا شروع کر دی کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ کشمیر بنے گا پاکستان اور کشمیر پاکستان کا حصہ ہے۔ ساٹھ سال ہم اس ایجنڈے پر لڑے، ملک کو دولخت کیا، ملک کو قومیتوں نے تقسیم کیا اور اپنی معیشت کو داؤ پر لگا دیا اور اپنی حفاظت کے لیے ایٹم بم بنا لیا لیکن جناب چیئرمین! آج کشمیر پالیسی سے ہم پیچھے ہٹ گئے۔ مشرقی سرحد کی بجائے ہم مغربی سرحد کی طرف متوجہ ہو گئے۔ یہ تضاد نہیں ہے تو کیا ہے؟ کشمیر جو ایک جنت نظیر وادی ہے، یہاں پر پانی کی فراوانی ہے، یہاں پر ملک کے لیے بہت سے وسائل ہیں اس کو ہم نے خیر باد کہہ دیا۔ میں اس بات میں دلیل نہیں دیتا کہ میری جماعت کا کشمیر کے بارے میں کیا موقف ہے اور کیا موقف ہونا چاہیے؟ ملکی موقف یہی تھا۔ ہمارے ملک کی پالیسیاں کشمیر کی آزادی کے عنوان سے اب خاموش اور ماند پڑ گئی ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم دنیا کو بتاتے ہیں کہ پوری دنیا کے اندر خارجہ سطح پر اگر کوئی ہمارا مہربان اور دوست ملک ہے تو وہ امریکہ ہے لیکن تضاد یہ ہے کہ ہمارے ملک کے اندر گولیاں برسانے والا بھی امریکہ ہے۔ ہمارے ملک کو دو ٹکڑے کرنے والا بھی امریکہ ہے۔ ہمارے ملک پر ڈرون حملے کرنے والا

بھی امریکہ ہے۔ ایک طرف ہم دنیا کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جناب! امریکہ ہمارا دوست ہے، ہماری معیشت اور اقتصادیات کو سنبھالنے والا ہے لیکن دوسری طرف وہ ہمارے دشمن کا کردار ادا کر رہا ہے، دوستی کا کردار ادا نہیں کر رہا ہے ۔ جناب چیئرمین! امریکہ ہمارے ساتھ وہ تضادات کر رہا ہے کہ دنیا اس پر اب انگشت بدنداں ہے، وہ ہمارے ملک میں امن قائم کرنے کے لیے aid اور پیسے دیتے ہیں لیکن اس aid اور پیسوں سے ہمارے ملک میں خانہ جنگی پھیل رہی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ وہی ملک ہے جو ہمیں کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ لہٰذا انہوں نے بھی ہمارے تضادات سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا۔

جناب چیئرمین! ہمارا دعویٰ ہے، ہمارے حکمرانوں کا دعویٰ ہے کہ ہم پڑوسی ممالک سے دوستانہ تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں اور اپنے پڑوسیوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا چاہتے ہیں لیکن جناب چیئرمین! آپ دیکھیں کہ پاکستان بننے کے بعد ہمارے کسی پڑوسی نے بھی ، ہمارے ساتھ آرام سے زندگی نہیں گزاری۔ افغانستان ایک اسلامی ملک ہے، وہ پڑوسی ہم سے ناراض ہے، ان کے اندرونی معاملات میں ہم نے مداخلت کے ریکارڈ قائم کیے ہیں اور جناب چیئرمین! ہندوستان ہمارا پڑوسی ملک ہے جس سے ہم نے پہلے دن ہی دشمنی کا اعلان کر دیا ایران ہمارا ایک اسلامی پڑوسی ملک ہے اور مجھے اس وقت بھی محترم صدر ہاشمی رفسنجانی صاحب کی وہ تقریر یاد ہے جو انہوں نے یہاں اس پارلیمنٹ میں کی تھی کہ پاکستان کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی کرنا، امت مسلمہ کے پیٹ میں چھری گھونپنے کے مترادف ہے۔ اتنا قریب ترین ملک جو ہمارے لیے دنیا سے دشمنی کا اعلان کرتا ہے وہ بھی آج ہم سے ناراض ہو گیا ہے۔ ہمارے ملک سے وہاں مداخلت ہو رہی ہے اور انہوں نے ہمارے ملک کے ان اہل کاروں کو پکڑا ہوا ہے، اپنی قوت سے پکڑا ہے اور دنیا کے سامنے ثابت کیا ہے کہ یہ وہ پاکستانی ہیں جو ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کرتے ہیں۔ ہم اس وقت دنیا کے سامنے شرمندہ ہیں کہ ہم اپنے پڑوسی ممالک سے دوستانہ تعلقات کی بجائے دشمنی کی پالیسی پر کارفرما ہیں۔

جناب چیئرمین! چین ایک ایسا ملک ہے کہ پاکستان بننے کے بعد سے آج تک اس کے ریکارڈ پر کوئی بیان ایسا نہیں ہے جو دوستی کے مترادف نہ ہو۔ ہم خود چین چلے گئے۔ محمد علی جناح سے لے کر آصف علی زرداری تک کسی ایک صدر نے، کسی ایک وزیر خارجہ نے، کسی ایک وزیر داخلہ نے کوئی ایسی نیکی کی بات کی ہو جس کا ہم سب سے پہلے تذکرہ کرتے کہ انہوں نے فلاں وقت ہمارے ساتھ یہ کیا تھا۔ فلاں وقت پر ہمارے ساتھ یہ نیکی کی تھی لیکن جناب چیئرمین! آپ دیکھیں کہ چین بھی

اس وقت ہمارے دوستوں کی صف میں نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! دیگر قریب ترین پڑوسیوں میں روس ایسا ہے کہ ہم نے روس کو امریکہ کے مفادات کے لیے ناراض کیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! ایسے ہی ہمارے عالمی سطح پر تضادات موجود ہیں، ہم کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں۔ جناب چیئرمین! ہم اپنے ملک کی اندرونی اور داخلی پالیسیوں کی بنیاد تضادات پر رکھتے ہیں۔ ہم دنیا کو یہ باور کراتے ہیں کہ ہم ملک کے اندر تخریب کاروں کے اور دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کرتے ہیں اور یہاں امن قائم کرنے کے لیے آپریشن کرتے ہیں۔ مجھے آج اپنے حکمران یہ بتائیں کہ جہاں پر آپ نے اپریشن کیا ہے وہاں پر بدامنی آئی ہے یا امن آیا ہے؟ آپ نے وزیرستان، باجوڑ، سوات اور مالاکنڈ ڈویژن میں آپریشن کیا لیکن آج بھی لوگ امن کے لیے ترس رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! آئین کا تقاضا ہے اور آئین کے واضح احکامات ہیں کہ جو آدمی بھی آپ پکڑیں 24 گھنٹے کے اندر اندر ان کو یہ بتانا ہوگا کہ ان کا جرم کیا ہے، فرد جرم کیا ہے؟ جناب چیئرمین! ہمارے صرف مالاکنڈ ڈویژن میں 2400 لوگ گرفتار ہیں، سیکیورٹی ایجنسیوں نے انہیں گرفتار کیا ہوا ہے، کوئی وجہ نہیں ہے اور تقریباً ایک سال پورا ہو رہا ہے کہ ان کے بچے، مائیں اور بہنیں رو رہی ہیں اور ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ ہمارا بیٹا مر چکا ہے یا زندہ ہے۔ مرا ہے تو اس کی بیوہ کی دوسری شادی کا انتظام ہو سکے، اگر وہ زندہ ہے تو وہ کہاں ہے؟ ان کے لیے کپڑے نہیں ہیں، ان کے علاج کے لیے کوئی انتظام نہیں ہے اور بھیڑ بکریوں جیسا سلوک بھی ان کے ساتھ نہیں کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! سوات کی وادی میں تقریباً 300 خاندانوں پر یہ جرم عائد کیا ہے کہ آپ کے گھر میں دہشت گرد پائے گئے ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم نے ان لوگوں کو عاق کر دیا ہے، ان سے برات کا اعلان کر دیا ہے۔ ان کے خلاف ریاست کارروائی کرتی ہے تو ہم ریاست کے ساتھ ہیں لیکن جناب چیئرمین! ان 300 خاندانوں کو پکڑ کر agencies والے لے آئے، مالاکنڈ ایجنسی میں ان کے لیے camp بنایا اور تقریباً مہینے گزر گئے ہیں ان سے کسی کو ملنے نہیں دیا جاتا۔ ان کے لیے خوراک اور کسی قسم کی دوائی وغیرہ دینے کی اجازت نہیں دی جاتی جناب چیئرمین! انسانی حقوق کی تنظیمیں ہیں کہ یہاں پر اپنے معمولی مفادات کے تابع اگر کوئی ظلم ہو جاتا ہے تو آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ آج 300 خاندان یا تقریباً 2400 خاندان دنیا کے سامنے روتے ہیں اور ان کی آواز سننے کے لئے کوئی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! ہمارے ملک کے اندر ہماری حکومت اس بات میں ناکام ہوئی ہے کہ اپنی قوم کو عزت نفس دے سکے۔ اس وقت پوری قوم عزت نفس کے لئے ماری ماری پھر رہی ہے۔ کسی

دفتر میں، کسی وزیر کے پاس، کسی مشیر کے پاس، کسی تھانے میں اور کسی جگہ ان کو عزت نفس نہیں مل رہی ہے۔ لہذا، جب قوم کو عزت نفس نہیں ملے گی تو وہ بغاوت پر اتر آئیں گے۔ ان کے درمیان محبت ختم ہو گی۔ لہذا، جناب چیئرمین! ہماری انتظامیہ ایسی بنی ہوئی ہے کہ جیسے ہی تھانے میں آدمی آتا ہے اور جیسے ہی دفتر میں آدمی آتا ہے، وہ اپنے کام کے سلسلے میں درخواست کرنے آتے ہیں، ان کو تھانے کے اندر، ان کو دفتر کے اندر اور ان کو بازار کے اندر بے عزت کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ کس نے آپ کو اندر آنے دیا ہے۔ کس لئے آئے ہو۔ وہ فریاد نہیں کر سکتے۔ اس قوم کی اپنے ملک کے ساتھ محبت کی صورت کیا بنے گی۔ اس ملک کے حکمرانوں سے عوام کی محبت کیسے بنے گی۔ آپ کیا صلہ دیتے ہیں اپنے عوام کو۔ لہذا، کسی بھی بڑی سے بڑی عدل و انصاف کی جگہ پر بھی عزت نفس نہیں مل رہی ہے۔ جناب چیئرمین! جہاں عزت نفس نہیں ہو گی۔ قوم کی آپس میں محبت نہیں ہو گی اور جب قوم کی آپس میں محبت نہیں ہو گی تو قومیتوں میں قوم تقسیم ہو گی۔ فرقہ واریتوں میں قوم تقسیم ہو گی۔ علاقائیتوں میں قوم تقسیم ہو گی اور جناب چیئرمین! لسانیتوں میں قوم تقسیم ہو گی۔ اس وجہ سے پھر دنیا حقوق کی بات کرے گی کہ ہمارے قومی حقوق کیا ہیں اور ہمارے لسانی حقوق کیا ہیں، اس وجہ سے کہ ان کو عزت نفس نہیں مل رہی ہے۔ پھر فرقے اٹھیں گے اور ہر فرقہ اپنے حقوق کی جنگ لڑے گا۔ جناب چیئرمین! پھر عالمی قوتیں اس سے فائدہ اٹھا کر اس ملک کو فرقہ واریت کی دلدل میں پھنسائیں گی، اس کو مل کر قومیتوں کی دلدل میں پھنسائیں گی اور اس ملک کو لسانیت کی دلدل میں پھنسائیں گی۔ اس وجہ سے کہ ہمارے ملک کے اندر کسی جگہ پر بھی عزت نفس نہیں ملتی۔

جناب چیئرمین! میں بصد احترام عرض کرتا ہوں کہ ہم اپنے وزرا کے پاس جا کر پہلے ان سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارا ایک مہمان آرہا ہے، اس کا کام بے شک نہ کریں لیکن اس کو بے عزت نہ کریں۔ جب ہم سیکرٹری کے پاس جاتے ہیں اور اپنے کسی دوست اور رشتہ دار کو لاتے ہیں، سب سے پہلے ان سے میٹنگ کرتے ہیں کہ جناب والا! اس کو بے عزت نہ کریں، کام بے شک نہ کریں۔ ہم بھی اندر سے منافق بنے ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک بات کرتے ہیں اور اپنے وزیروں کے ساتھ دوسری بات کرتے ہیں۔ ہم مجبور ہو گئے ہیں کہ ہم اپنی حکومتوں کے خلاف بھی بغاوت کریں۔ ہم اپنے وزرا کے خلاف بھی بغاوت کریں۔ ہم اپنے حکمرانوں کے خلاف بھی بغاوت کریں اس وجہ سے کہ کسی طرح بھی ہمیں عزت نفس نہیں مل رہی ہے۔

جناب چیئر مین! اس ملک کے اندر جہاں عدل و انصاف پر مبنی ادارے بنے ہوئے ہیں اور ان کی ذمہ داری یہ ہے اور ان کے کام یہ ہیں کہ وہ قوم کو عدل و انصاف پر مبنی نظام دیں۔ جناب چیئر مین! میں ٹوبہ ٹیک سنگھ گیا ہوا تھا۔ 10 ,8 دن میں وہاں پر مقیم تھا تو 8,10 آدمی آگئے۔ انہوں نے مجھ سے ملاقات کی۔ ان کا خیال یہ تھا کہ یہ تو سینیٹر ہے اور بہت بڑا آدمی ہے۔ ہمارے مسائل سنتے ہی یہ حل فرمائیں گے۔ ان کے مسائل کیا تھے؟ ایک آدمی کہتا ہے کہ میرے ایک آدمی سے معاملات ہیں اور انہوں نے میرے 30 لاکھ روپے غصب کئے ہیں۔ مانتا بھی ہے اور رسید بھی میرے پاس ہے اور گواہ بھی میرے ساتھ ہیں۔ آپ میری مدد فرمائیں کہ وہ مجھے میرے پیسے واپس کرے۔ جناب چیئر مین! میں نے SP کو فون کیا۔ DCO کو فون کیا لیکن وہاں شنوائی نہیں ہوئی۔ میں نے چیف سیکر ٹری کو فون کیا وہاں سے بھی شنوائی نہیں ہوئی۔ میں نے IG Police کو فون کیا وہاں سے شنوائی نہیں ہوئی۔ پھر آپ مجھے بتائیں کہ اس فریادی آدمی کو کہاں سے انصاف دے سکوں گا۔ جناب چیئر مین! انہوں نے مجھے کہا کہ اگر آپ مجھے سرکاری مدد نہیں دلوا سکتے تو آپ تو قبائلی آدمی ہیں مجھے وہ لوگ بتا دیں تا کہ وہ اس آدمی کو اٹھا کر لے جائیں اور میرے پیسے وہاں وصول کئے جائیں۔ یہ حال ہے کہ انصاف کی خاطر اب لوگوں کو اغواء برائے تاوان کے لئے لے جاتے ہیں تا کہ ان کے پیسے وصول ہو جائیں۔ سینیٹ کے ممبر کی حیثیت سے، حکومتی اتحادی کی حیثیت سے جناب چیئر مین! میرے پاس کوئی در نہیں ہے کہ میں وہاں جا کر اس کی مدد کر سکوں۔ میں نے اس کو کہا کہ آپ عدالت جائیں۔ تو انہوں نے مجھے سابقہ ریکارڈ بتایا کہ فلاں آدمی عدالت گیا تھا۔ دس سال تک کیس چلتا رہا اور اس کے پیسے وصول نہیں ہوئے۔ فلاں آدمی عدالت گیا ہوا تھا اور پندرہ سال کیس چلا، وہ اپنی دولت حاصل نہ کر سکا تو میں کیا کروں۔ جناب چیئر مین! یہ اداروں پر اعتماد کی صورتحال ہے کہ عدالتوں پر سے بھی لوگوں کے اعتماد اٹھ رہے ہیں۔

جناب چیئر مین! میں آپ کا اشارہ سمجھ گیا اور آپ کی وسعت قلبی کا مجھے احساس ہے لیکن اس کے باوجود آپ کی وسعت قلبی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: میں نے نیک نیتی سے اشارہ کیا ہے۔ دوسری قسم کا کوئی اشارہ نہیں کیا ہے۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: اچھا، اچھا۔ جناب چیئرمین! دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جو چیز قوموں میں یک جہتی، اتحاد اور عمل کی فضا پیدا کرتی ہے وہ نظام تعلیم ہے۔ آپ دیکھیں جناب چیئرمین! ہر بجٹ میں نظام تعلیم کے اخراجات میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ ہر دورانیے میں نظام تعلیم کے بلند بانگ دعوے کئے جاتے ہیں کہ ہم نظام تعلیم ایسے بنائیں گے اور ایسے بنائیں گے۔ 60 سال میں ہم نصاب تشکیل دینے میں ناکام رہے ہیں۔ اب تک ہم ایک متفقہ نصاب قوم کو نہ دے سکے۔ ہمارے نصاب میں مطالعہ پاکستان بھی ہے۔ جناب چیئرمین! آپ مطالعہ پاکستان کا مطالعہ کریں تو آپ اپنی تاریخ پر ہنسیں گے کہ یہ کیا ہے۔ ہم نے کونسا کارنامہ کیا ہے کہ ہم آنے والی نسلوں کو وہ بتا سکیں کہ جناب! یہ ہمارا کارنامہ ہے۔ جناب چیئرمین! ملک آزاد ہوا ہے۔ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں لوگوں نے قربانیاں دی ہیں۔ اپنی جائیدادیں لٹا دی ہیں۔ اپنی دولت برباد کی ہے لیکن جناب چیئرمین! ہمیں نظام تعلیم وہی دیا گیا جس کے خلاف ہم دو سو سال تک لڑے ہیں۔

(اس موقع پر ایوان میں ظہر کی اذان سنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: مولانا صاحب! آپ اپنی بات کو سمیٹ لیں کیونکہ رضا ربانی صاحب انتظار کر رہے ہیں۔ 5,10 منٹ زیادہ میں نے آپ کو دے دیے ہیں۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: نماز کا وقفہ بھی کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مولانا صاحب! نماز کا وقت تو پانچ بجے تک ہے۔ جی سینیٹر مولانا گل نصیب خان صاحب۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب چیئرمین! ہمارا نظام تعلیم اور نصاب تعلیم ہم کو ایک منظم قوم بنانے میں ناکافی ہے۔ جناب چیئرمین! تعلیم نے ہمارے اندر فرقہ واریت پیدا کر دی ہے۔ بڑے بڑے تعلیمی ادارے جس میں غریبوں کے بچے نہیں پڑھ سکتے وہ ایک اعلیٰ اور معتبر طبقہ بن گیا، پرائیویٹ تعلیمی اداروں کا ایک الگ طبقہ بن گیا، سرکاری تعلیمی اداروں کا ایک الگ طبقہ بن گیا، دینی مدارس کے نصاب نے ایک الگ طبقہ بنا دیا۔ ہم قوم کو ایک نصاب تعلیم دینے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔

جناب چیئرمین! ملک میں روزگار کا ایک ایسا مسئلہ بنا ہوا ہے کہ ایک دوسرے کو روزگار کے عنوان سے لوٹا جا رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے روزگار کے مواقع فراہم نہیں کئے۔ ساری قوم کا

یہ مزاج بنا ہے کہ حکومت تک ہمارے ہاتھ کس طرح پہنچیں۔ حکومت کے خزانے تک ہمارے ہاتھ کسی طرح پہنچ جائیں تاکہ ہم آسانی سے ملک کی دولت لوٹ سکیں اور روزگار کی مصیبتوں اور مشقتوں سے دور رہیں۔ جناب چیئرمین! یہ مجموعی سوچ بنی ہوئی ہے، جو وزیر، جو ممبر، جو سینیٹر اپنے حجرے پر جاتے ہیں تو دو قسم کے لوگ ان کا استقبال کرتے ہیں۔ ایک مالی امداد کے لیے اور دوسرے روزگار کے لیے۔ جناب چیئرمین! درخواست ان کے پاس ہوتی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ میرا بیٹا ہے، اتنا تعلیم یافتہ ہے اس کے لیے روزگار کا کوئی موقع فراہم کیا جائے۔ ہمارے ملک میں روزگار کے مواقع ہیں ہی نہیں، جب نہیں ہیں تو لوگ حکومت کی نوکریوں کے لیے در بدر کی ٹھوکریں کھائیں گے۔

جناب چیئرمین! میں بات کو لمبا نہیں کرتا لیکن ملاوٹ سے تیس فیصد لوگوں کی اموات ہو رہی ہیں۔ صحت کے ناقص انتظامات کی وجہ سے تیس فیصد نقصانات ہو رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! جہاں پر ملاوٹ کی یہ صورت حال ہو، جہاں پر طب کی یہ صورت حال ہو، ناقص دوائیوں کی، ناقص کمپنیوں کی یہ صورت حال ہو وہاں ہماری مجموعی صحت کی کیا صورت حال ہو گی۔ اس پر ہم آج تک کنٹرول نہیں کر سکے۔ جناب چیئرمین! زراعت کی صورت حال یہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے (عربی) جو لوگ کسب کرتے ہیں، معاشرہ اور سوسائٹی کو اپنی خدمات فراہم کرتے ہیں اس کے نتیجے میں لوگ زندہ رہتے ہیں یہ اللہ کے دوست ہیں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک آدمی نے ہاتھ ملایا، ان کا ہاتھ مضبوط تھا، انہوں نے اس کو چوما اور پھر یہ ارشاد فرمایا کہ (عربی) کسب کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔ ہمارے ملک میں کسب گروں سے جو سلوک کیا جاتا ہے،ہندوستان میں اچھوت سے وہ سلوک نہیں کیا جاتا۔ کوئی ہے جو کسب کرنا شروع کرے، اس کی عزت ہی نہیں ہے۔جناب چیئرمین! ہماری آباد زمینیں ، ہمارے پانی کے دریا ہم ان کو اب تک منظم نہ کر سکے، اپنے وسائل کو منظم نہ کر سکے جس سے ہمارے مسائل میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ایک زرعی ملک ہونے کے باوجود ہم باہر سے گندم منگوا رہے ہیں اور اپنے ملک کی سونے جیسی زمین کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ صوبہ سرحد کے لیے نوشہرہ سے لے کر چترال تک سڑک کی مرمت کے لیے آٹھ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جو آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے۔ یہ on going scheme تھی لیکن اس کو برباد کیا گیا، صرف لوگوں کی منہ میں یہ بات کہ آٹھ کروڑ تو رکھے گئے ہیں۔ اس سے مالاکنڈ ٹنل بھی بنائی جائے گی، اس سے لواری ٹنل بھی بنائی جائے گی اور

اس سے NCC road بھی بنائی جائے گی۔ جناب چیئرمین! ایسے ہی چکدرہ سے لے کر کالام تک جو سڑک ہے اس کے لیے بجٹ میں کوئی رقم مختص نہیں کی گئی جو کہ سیاحت میں ہماری ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ جناب چیئرمین! مالاکنڈ ڈویژن میں جنگلات کی فراوانی ہے لیکن اس کا تحفظ کرنے میں ہم اب تک ناکام رہے ہیں۔ وہاں بے دریغ کٹائی شروع ہے، جس کی حکومت آتی ہے اسی کے ایما پر سب کچھ ہو رہا ہے۔ پابندیوں کے باوجود ہزاروں فٹ لکڑی برباد ہو رہی ہے۔ جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ جنگلات کو بچانے کے لیے حکومت باقاعدہ منصوبہ بندی کرے، اس کے لیے فنڈز مخصوص کرے، سوئی گیس فراہم کی جائے تاکہ جنگلات کو بچایا جا سکے۔

جناب چیئرمین! مالاکنڈ ڈویژن میں دو دریا بہتے ہیں، ایک کا نام دریائے سوات ہے اور دوسرے کا دریائے پنجکوڑہ ہے۔ متحدہ مجلس عمل کے دور میں وفاق سے ہم نے درخواست کی تھی کہ آپ ہمیں چالیس ارب روپے قرضہ دیں ہم اتنے ڈیم تعمیر کریں گے کہ نہ صرف صوبہ سرحد بلکہ پاکستان بجلی میں خود کفیل ہو جائے گا۔ صوبہ سرحد زراعت میں بھی خود کفیل ہو جائے گا۔ جناب چیئرمین! اس وقت ہمیں یہ پیسے بھی نہیں دیئے گئے اور نہ ہم باہر کے کسی ملک سے معاہدہ کر سکتے تھے۔ جناب چیئرمین! اگر موجودہ حکومت ان دو دریاؤں سے جو صاف اور شفاف پانی بہہ رہا ہے، ضائع ہو رہا ہے، اگر ان پر irrigation ڈیم بنائے اور power dam بنائے تو اس سے پورے ملک کو فائدہ ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! چشمہ رائٹ بینک لفٹ کینال کے لیے 411 ملین روپے رکھے گئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ منصوبہ التوا میں پڑ جائے گا۔ یہ انتہائی مفید منصوبہ ہے اور صوبے کے مفاد میں اس کے بجٹ میں اضافہ کیا جائے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی حوصلہ افزائی اور ہاؤس کے سننے کا بہت ہی شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمیں سنا، میں گزارش اور درخواست یہی کروں گا کہ ملک میں بدامنی، ملک میں مہنگائی، ملک میں تعلیم اور ملک میں صحت کی شرح تب ٹھیک ہو سکتی ہے جب ہمارے حکمران سنجیدہ طور پر بجٹ میں اصلاحات کریں جو اصلاحات ملک و قوم کے فائدے میں ہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بابر غوری صاحب۔

سینیٹر بابر خان غوری: جناب چیئرمین! آج صبح اس ایوان میں معزز اراکین نے جو issue raise کیا تھا یہ بڑا اہم issue تھا۔ اس میں کراچی میں جو لسانی فسادات کروانے کی کوشش کی جا رہی ہے، اس سے پہلے دوسرے شہروں میں بھی یہ کوشش کی گئی۔ کوئٹہ میں آپ نے دیکھا کہ کس طرح

شیعہ ڈاکٹر کو شہید کیا گیا۔ اسی طرح لاہور میں ایک واقعہ ہوا، عبادت گاہ پر حملے ہوئے، اسی طرح کراچی میں پچھلے دو تین دن میں جو ہوا میں صدر پاکستان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ فوری طور پر کراچی آئے اور انہوں نے ہنگامی طور پر میٹنگ کی۔ اس میں وزیر داخلہ بھی آئے، ان کے اقدامات سے کنٹرول ہوا چونکہ یہ صوبائی معاملہ تھا۔ وزیر صاحب یہاں پر موجود ہیں اور ایوان کے اراکین چاہتے ہیں کہ جو صورت حال ہے اس کو بتایا جائے۔ یہ بڑی serious بات ہے اور ہم کسی بھی قسم کے فرقہ وارانہ فسادات کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ اس میں تمام لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنا کردار ادا کریں خصوصی طور پر مذہبی جماعتیں اپنا کردار ادا کریں تاکہ آپس میں ہم آہنگی ہو، پیار ہو اور پاکستان کے اندر جو پاکستانیوں کو target کیا جا رہا ہے، اس سے پہلے میاں رضا ربانی صاحب نے point of order پر بھی کہا تھا کہ پاکستان کو خصوصی طور پر ٹارگٹ کیا جا رہا ہے کہ اس میں مختلف قسم کے فسادات کروائے جائیں تاکہ یہاں پر بدامنی پھیلے، لوگوں میں بے چینی پھیلے اور ہم مسلسل پسپائی کی طرف چلے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہوگا اور ان سازشوں کو بے نقاب کرنا ہوگا، ان کو ناکام کرنا ہوگا، ہمیں اتحاد کی بہت ضرورت ہے۔ میری یہ گزارش ہے چونکہ وزیر داخلہ صاحب یہاں پر موجود ہیں تو کم از کم وہ اپنا بیان دے دیں کہ کیا اقدامات ہوئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: غوری صاحب آپ کی پارٹی کا موقف تو آگیا۔ رضا ربانی صاحب you will take the floor now. یا بعد میں۔ رضا ربانی صاحب نے صبح اپنی تقریر میں بھی یہی مسئلہ اٹھایا تھا۔ جی وزیر صاحب۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: شکریہ جناب چیئرمین! مولانا گل نصیب صاحب نے پہلے کسی شخص کا ذکر کیا کہ اس کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے جنھوں نے کوئی اپنا civil لین دین کیا ہوا تھا تو میری ان سے گزارش ہوگی کہ اگر وہ ان کا نام دے دیں میں خود ان کو بلا کر جس حد تک ان کا معاملہ حل ہو سکتا ہے although it is civil litigation اور civil litigation میں normally پولیس نہیں آتی civil court فیصلہ کرتی ہے

but let me go into the matter and whatever can be done, at my level, I will do it, Mr. Chairman.

دوسری بات جناب والا! لیاری کا issue ہے۔ Liari is a sour point in Karachi جہاں پر 2 criminal gang wars active ہیں۔ جب پہلی مرتبہ، few weeks

back انہوں نے یہ حرکت کی تو اس وقت provincial Government نے وہاں پر provincial police بھی بھیجی، then I ordered the rangers also and across the board action has been taken. اس میں کچھ لوگ arrest بھی ہوئے ہیں۔ اس وقت situation totally under control ہے اور hunting is continuing for those two persons جو کہ known غنڈے ہیں اور obviously کراچی کی جو آبادی ہے وہ بڑی ہی تنگ گلیوں میں ہے اور raids are continuing and I assure the House that peace will be brought there and nobody will be allowed to destruct peace in the name of crimes. جیسے اپنے اپنے علاقے میں بھتے بازی ہوتی ہے، vagabonds کرتے ہیں۔ They have been doing it and action has been taken, Mr. Chairman, and we will ensure peace there.

Now, come to sectarian issue. Mr. Chairman, very rightly mentioned by the honourable members that there is a conspiracy against the country and I endorse it and that conspiracy starts with the western borders, aggression from outside. What happened in Malakand and Swat, it is not a secret. Obviously, our forces, Pak Army had taken stern action with professionalism and I am happy to report that yes, there is a control and whatever is left that will be done. I give you the resolve of the Government again that wherever the writ of the Government is challenged, we are not going to spare. The Government will move, the forces will move because the responsibility of the Government and the state is to ensure peace and security for the people of Pakistan and we are fully aware of that. We will leave no stone unturned and I warn all those people who think that we are sleeping, they should know it, we are not sleeping, we are aware of the fact and wherever you try we will take you on. Sectarian issue is also one of the factors

which the enemies, the hostile elements have adopted as a tool. If you recall, Mr. Chairman, it started from Karachi,

پہلے انہوں نے ہمارے بریلوی اور دیوبندی بھائیوں کی لڑائی کرانے کی کوشش کی اور اس میں جو کچھ ہوا وہ آپ کے سامنے ہے۔ کراچی میں جیسے انہوں نے bombing کی، جو بعد میں resolve بھی ہو گئی، وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ اس کے بعد انہوں نے سنّی اور شیعہ میں لڑائی کرانے کی کوشش کی۔ اب تک جو ہماری investigation ہوئی ہے، نہ اس میں سنّی involve ہیں اور نہ اس میں شیعہ involve ہیں بلکہ کوئی تیسری پارٹی ہے۔ ہمیں indication بھی ملی ہے اور اس indication کو لے کر ہم آگے بھی جا رہے ہیں، انشاء اللہ in a couple of days you will see the arrest of the people کیونکہ یہ ایک بڑی سوچی سمجھی scheme ہے۔ میں نے پہلے بھی اشارہ کیا تھا اسی floor پر کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے پاکستان میں پیسے distribute کیے ہیں اور وہ کوشش کر رہے ہیں کیونکہ ethnic سے تو کراچی نکل گیا، پھر اپنے control میں کرنا چاہا، zero tolerance کی، جب وہ اس میں کامیاب نہیں ہوئے تو they came to this side.

آپ کو پتا ہے جناب چیئرمین! کہ مذہب ایک ایسی چیز ہے، جس پر کوئی بھی کسی قسم کی بات کرے کسی سے برداشت نہیں ہوتا۔ نہ میں برداشت کروں گا، نہ گل نصیب صاحب کریں گے، کوئی بھی نہیں کرے گا۔ جس ماحول میں ہم پیدا ہوئے ہیں، جو ہماری practice ہے، اس کو ہم touch نہیں ہونے دیتے۔ اس سلسلے میں ہم ضرورت کو سمجھتے ہیں اور اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم actions لے رہے ہیں۔ کل میں نے اور Chief Minister Sindh نے ایک meeting co–Chair کی۔ اس میں سب سے بڑا فیصلہ ہم نے یہ کیا کہ جو conspiracy ہوئی ہے اس کو unearth کیا جائے۔ Additional I. G. Sindh (Special Branch) اور ہر فقہ سے تعلق رکھنے والے کراچی میں موجود ہمارے علمائے کرام اس کے ممبر ہوں گے۔ اس میں IB, ISI back پر اس کی investigation کریں گی اور جو reports ہمارے پاس آئی ہیں وہ بھی ان کو present کی جائیں گی۔ اس کے ساتھ ہی ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے، جو تمام علمائے کرام کو وہاں پر ملے گی اور میں بھی ایک meeting اگلے ہفتے کر رہا ہوں جس میں ہمارے وفاق المدارس کے جتنے بھی علمائے کرام ہیں ان کو بھی میں دعوت دے رہا ہوں ملاقات کے لیے، اگر کل میں تھوڑا سا جلدی فارغ ہو گیا تو میں کچھ علمائے کرام کے ساتھ بات کروں گا جن کے ساتھ وقت طے شدہ ہے۔ میری appeal ہو گی،

بڑی ہی humble appeal ہوگی سارے علمائے کرام سے، میرے دل میں ان کے لیے بہت عزت ہے، کہ اس چیز پر ٹھنڈا پانی ڈالیں، آگ نہ لگائیں۔ ہم سب پیار کرتے ہیں مذہب سے۔ میں صرف ایک عرض کروں گا کہ ہم ایک قرآن کو مانتے ہیں اور اس قرآن میں لکھا ہوا ہے کہ peace is the prime thing. اسلام ہمیں peace یعنی امن سکھاتا ہے۔ مجھے بتائیے جتنے بھی ہمارے factions ہیں، کسی جگہ بھی یہ بتا دیں کہ یہ چیز نہ لکھی ہو۔ اگر امن ہی ہمارا پہلا فریضہ ہے جس کو ہم نے ادا کرنا ہے تو میرے خیال میں جتنے بھی factions ہیں میری ان سے یہی درخواست ہے کہ قرآن پاک کی ان تعلیمات جن میں امن کا درس ملتا ہے، ان کو مد نظر رکھ کر ایک جگہ بیٹھ کر یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم نے دشمن کی اس چال کو کامیاب نہیں ہونے دینا۔

دوسری بات یہ ہے کہ کراچی ایک بہت بڑا شہر ہے، وہاں پر land mafia بھی اپنا کام دکھاتی ہے۔ وہ اپنی land کو بچانے کے لیے، اپنی grabbing کو بچانے کے لیے مختلف صورتوں میں سامنے آتی ہے۔ ان کو ملک دشمن عناصر بھی استعمال کرتے ہیں۔ اس کے لیے صدر صاحب کے حکم پر سندھ حکومت Anti-Encroachment Law لے آئی، وزیر اعظم نے بھی اس کو review کیا اور Anti-Encroachment Ordinance کے تحت there is going to be a force which is going to actually examine the previous grabbing اور google کی مدد سے ہم نے یہ کیا کہ جو لوگ یہ claim کرتے ہیں کہ یہ بڑا سا plot میرا تھا یا میرے دادا کا تھا تو google میں ہم نے دس سال کی detail لے لی ہے اور اس کے ساتھ compare کرکے، جس نے بھی grabbing کی،

we are going to take action and those encroachments have to be finished and I assure the House that it is going to be done.

تیسری بات، SHO of the area is a very powerful tool of the Government. سندھ میں ایک فیصلہ ہوا ہے کہ SHO اپنے علاقے میں جو عمائدین رہتے ہیں، جو ہمارے فقہ کے لوگ رہتے ہیں، ان سب کے ساتھ رابطہ کرے گا، ایک list compile کرے گا اور ایک امن کمیٹی اپنے علاقے میں بنائے گا تاکہ کوئی religious tension نہ ہو اور سارے مل جل کر رہیں۔

میں ایک بات اور عرض کرتا چلوں کہ پاکستان کو destabilize کرنے کے لیے ایک conspiracy ہو رہی ہے جس کو international سمجھ لیں، اس میں کچھ local لوگ بھی شامل ہیں، ان کو ہم نے خود frustrate کرنا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ کیسے فاٹا پر حملے ہوئے، لاہور میں کیا ہوا۔ آپ پشاور میں دیکھیں کیا ہوا ہے، ڈی آئی خان میں sectarian issues کتنے ہوئے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ یہ ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ جہاں وہ terrorism کرتے ہیں وہاں ہر وہ چیز apply کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ہر وہ tool استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے ملک میں anarchy پیدا ہو۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنی کوشش coalition Government کر رہی ہے سندھ میں، پنجاب میں، تمام جگہوں پر، میں سب کو on record appreciate کروں گا اور میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ ہماری Federal Government میں جتنی بھی logistic support ہے، irrespective of the fact کہ وہ پنجاب ہے، سندھ ہے، بلوچستان ہے، گلگت بلتستان ہے، خیبر پختونخوا ہے یا آزاد کشمیر ہے، سب کو real time intelligence دی جاتی ہے۔ Logistic جس چیز کی ضرورت ہو وہ ملتی ہے۔ ہم نے یہ پنجاب کو بھی offer کیا ہے۔ یہ بالکل غلط propaganda ہے کہ پنجاب اور Federation کی آپس میں لگ رہی ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ On the floor of the House I tell you that we have the coordination. ہماری intelligence in real terms کام کر رہی ہے and the forces between the Federal Government and the Punjab Government are interacting and we are all for the peace. We are against all those anti forces which are against Pakistan. We have to take care of that. I think this is the only request which has been consistently made. This is a time the nation has to get together and we have to give a solid reply with a solid punch against all those who are trying to destabilize Pakistan. Thank you very much.

جناب ڈپٹی چیئرمین: رحمٰن ملک صاحب! ایک اور چیز ہے کہ Chief Minister Sindh کی statement آئی ہے کہ Thar Coal Project کو sabotage کیا جا رہا ہے۔ اس پر بھی تھوڑی سی بات کر دیں کیونکہ ہاؤس سننا چاہ رہا ہے۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب والا! وہ میری وزارت نہیں ہے لیکن جہاں تک میرا تعلق ہے کہ کوئی بھی اچھا کام ہوتا ہے تو، یہ ایک ریت بن چکی ہے کہ اس کے لیے نقائص بھی نکالے جاتے ہیں، اس کو sabotage بھی کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن میرا خیال ہے اور حکومت کا یہ resolve ہے کہ جتنے بھی کیڑے نکلیں یا جو بھی اس کو sabotage کرنے کی کوشش کرے، جو ایک فیصلہ ہو گیا ہے اس پر عملدرآمد ضرور ہوگا کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ thar coal دنیا کا second highest coal deposit ہے اور اگر ہم اس کو استعمال نہیں کرتے تو میرے خیال میں یہ قوم کے ساتھ زیادتی ہوگی اور یہ ہماری کمزوری بھی ہوگی۔ جو بھی لوگ باتیں کرتے ہیں، اگر ایک چیز transparent ہے اور اس کا result قوم کو نظر آ رہا ہے تو میرا خیال ہے کہ بجائے اس کے کہ اس پر مختلف قسم کی کشیدہ کاری کی جائے بہتر یہ ہے کہ آنے والے وقت کو دیکھیں کہ کہاں کہاں ہم اس کو آگے لے کر جاتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قائد ایوان سے گزارش ہے کہ سینیٹر صاحبان کی خواہش تھی کہ ایک exclusive session law and order and things linked to law and order at the national level رحمٰن ملک صاحب کے ساتھ ہو۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: میں ایک عرض کروں گا جناب والا! کہ کوئی بھی وقت آپ مقرر کر لیں۔ میں in camera جو situation اس وقت ملک کی ہے وہ پوری explain کروں گا with facts and figures and, of course, with substantive proofs about few things because this is important, may be I will not be able to give this in the open House but I will be very happy to give each and every detail minutely to satisfy all the honourable Senators here. Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی نیر بخاری صاحب۔ میرے خیال میں قائد ایوان سے دن مقرر کراتے ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: It is a good suggestion, sir. Probably, what I feel is that the House might be prorogued by Friday. If the Chair feels that it could be fixed for

Friday and if the Interior Minister is available on Friday then we can have it. Otherwise it will go in the next session then.

Mr. Deputy Chairman: Mr. Rehman Malik sahib.

Senator A. Rehman Malik: I will not be available in the country for two days, Mr. Chairman.

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کب جا رہے ہیں؟

Senator A. Rehman Malik: I will be leaving tomorrow evening and I will be back by 18th June so, it could be otherwise fixed on any convenient day, I will be very happy.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, if the House goes beyond Friday then it can be fixed by the Chair but I don't know probably because as the recommendations will be coming to the House by tomorrow and probably we will be winding up the all recommendations by evening.

جناب ڈپٹی چیئرمین: کل تک recommendations آجائیں گی۔ میرا خیال ہے کہ most probably, we will have two sessions tomorrow تو اس کے لیے evening session کے لیے تیار ہو جائیں۔

Senator A. Rehman Malik: Sir, in the next session, I can do it.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: So, we can have in camera briefing in next session.

جناب ڈپٹی چیئرمین: کچھ ایسی چیزیں ہیں، Senators کی خواہش تھی کہ ان کا تدارک ہو، اس طرح زیادہ configuration نہ بڑھ جائے، زیادہ آگ نہ بھڑکی رہے۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: اگر آپ کہتے ہیں تو آپ آج کسی وقت رکھ لیں، میں بیٹھ جاتا ہوں، later in the afternoon, I am happy to do it.

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا خیال ہے کہ کل time نکالنا پڑے گا، چیئرمین صاحب بھی office میں آئے ہوں گے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: So, point is this that we have a meeting of the Business Advisory Committee on this issue, the next day the Leader of the Opposition can take the other Parliamentary Leaders on board also so, we can decide there when we can have a meeting.

Mr. Deputy Chairman: But I think before he goes abroad, we have to do it,

کیونکہ ایسی چیزیں جو زاہد خان صاحب بھی کہنا چاہتے ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Mr. Chairman, we will have a discussion and we can decide over there.

Senator A. Rehman Malik: Mr. Chairman, I am very happy to meet today or may be early in morning then I have fixed a meeting with some of the Ulemas in Karachi tomorrow and I will go and meet them because this is related with the sectarian issue sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: زاہد خان صاحب! آپ کی کیا رائے ہے؟

سینیٹر محمد زاہد خان: honourable Minister صاحب نے بات کی تھی کہ ابھی کراچی میں جو معاملہ ہوا ہے، وہ sectarian ہوا۔ اگر sectarian ہوا ہے تو آپ کی کور کمیٹی کی meeting کیا ضرورت تھی - جو حقیقت چیز ہے اس کو چونا لگانے کی بات نہ کریں، ہم پہلے بھی کہتے ہیں کہ وہاں پر جو بھی لوگ ملوث ہیں، جو لوگ یہ کرنا چاہتے ہیں کسی بھی پارٹی سے ہوں، کسی بھی گروپ سے ہوں، آپ اسے پکڑ کر سامنے لے آئیں۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ sectarian کا تھا، آپ core committee کی meeting کر رہے تھے۔ آپ کہتے ہیں کہ مسئلہ sectarian تھا تو پھر علماء کو بلا لیتے، علماء کے ساتھ بیٹھ جاتے اور مسئلے کا حل نکال دیتے یہ تو بات نہیں ہے کہ core committee meeting بلاتے ہیں تو پھر آپ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ حل ہوا۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: رحمٰن ملک صاحب۔

سینیٹر رحمٰن اے ملک: میں بتاتا ہوں۔ چیئرمین صاحب! ایک تو میں پان نہیں کھاتا ہوں، کسی کو چونا لگایا نہ لگاؤں گا۔ زاہد میرے چھوٹے بھائی کی طرح دوست ہے۔ I think, he takes his words back. Secondly sir, جو کور کمیٹی کی meeting ہے، it has nothing to do as the sectarian issue was not discussed No.1, the sectarian issue was discussed when there was co-chair meeting by me and the Chief Minister. ہم نے جس میں یہ ساری چیزیں discuss کی ہیں۔ ان کا جو اشارہ ہے، میں وہ بھی واضح کردوں، کور کمیٹی it is formed, it is constituted for the issues which are between Pakistan Peoples Party and MQM, there is a coordination committee, if some larger issues are to be discussed which involve any issue pertaining to Karachi or whole Sindh then we bring this coordination committee جس میں ANP اور MQM ہوتی ہے اور دوسری parties بھی ہوتی ہیں۔ یہ جو تھوڑی miscommunication ہے، میں اس کو clear کردوں کہ کل جو کور کمیٹی کی meeting ہوئی تھی، that was for the MQM and PPPs' issues which were to be resolved. There were related to budget and a few other issues, he will endorse it, ہمارے MQM کے دوست ابھی چلے گئے ہیں، وہاں پر غوری صاحب بھی تھے تو I hope, this miscommunication is clear. جہاں تک sectarian issue کا تعلق ہے، it has not been generated by the party during this time, this has been coming consistently for the last 62 years. Thank God جو ہم نے اس وقت کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے بہت بہتری لائی ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ total sectarianism has been eliminated in this country but all efforts are directed to get this over and I give the assurance to the House that we will leave no stone unturned to get this menace not only rectified, we will take stern action against them. Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، جی۔ صفدر عباسی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی : میں نے Interior Minister Sahib کی تقریر سنی ہے اور صبح میں نے یہ issue point out کیا تھا تو میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس کا promptly احساس کیا اور آج ہاؤس میں آئے اور انہوں نے یہ بات کی۔ اصل میں بنیادی بات یہ ہے کہ میرے نزدیک اس وقت سندھ کے اندر ایک ideal صورت حال ہے، اب اس کی کیا قباحتیں ہیں، میں اس میں نہیں جانا چاہتا لیکن ایک ideal صورت حال ہے،جہاں سندھ پر تمام سیاسی جماعتیں جو اپنا اثر رکھتی ہیں وہ حکومت کا حصہ ہیں۔ اس وقت بنیادی طور پر میں یہ بھی نہیں کہتا کہ Interior Minister کوشش نہیں کرتے جب بھی کوئی ایسی بات ہوتی ہے تو وہ مسلسل کبھی کراچی میں ، لاہور میں یا کہیں ان کی موجودگی کا احساس ضرور ہوتا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس تمام صورت حال کے باوجود کراچی میں گزشتہ دو سال کے اندر امن و امان کی ذمہ داری ہماری ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ ہے اور گورنمنٹ کو lead کر رہی ہے فیڈرل گورنمنٹ ہو چاہے وہ صوبائی حکومت ہو تو یقیناً ذمہ داری ہماری جو بنتی ہے کہ گزشتہ دو سال کے اندر identify نہیں ہو سکے۔ انہوں نے issues ضرور اٹھائے ہیں اور انہوں نے ایک generally بات کی war on terror کے حوالے سے بات کی ، International sector کے حوالے سے بات کی ، sectarian کے حوالے سے بات کی ، local ethnic problems کے حوالے سے انہوں نے بات کی ، land mafia کے حوالے سے انہوں نے بات کی ، لیکن بنیادی طور پر جہاں پر آ کر قباحت نظر آ رہی ہے اور جہاں problem نظر آ رہا ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ یہ کام کر رہے ہیں ان کی identification کوئی نہیں ہو رہی۔ جب تک حکومت سندھ اور وفاقی حکومت اس بات کی بنیاد کی طرف نہیں آتی کہ کون لوگ ہیں جو یہ چیز کر رہے ہیں۔ ایک واقعہ ہوتا ہے اس واقعے کے پیچھے کون لوگ تھے ، کس نے وہ conspiracy کی ، کس نے وہ execute کیا، اس کا کیا نام تھا اس کے خلاف کوئی چالان فائل ہوا کوئی کورٹ میں کیس گیا یا نہیں گیا یہ بنیادی بات ہے ۔ جہاں میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی performance میں قباحت نظر آ رہی ہے میں interior Minister سے request کروں گا کیونکہ کراچی کا یہ issue مسلسل مختلف governments کے لیے problem بنا رہا ہے۔ کم از کم آج جب کہ وہاں تمام جماعتیں جو ہیں وہ حکومت میں بیٹھی ہوئی ہیں ، even اپوزیشن میں جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی حکومت کو کسی نہ کسی انداز میں support کر رہے ہیں اگر آج ہم وہاں پر مسئلہ حل

نہیں کر سکے تو شاید آنے والے دنوں میں اس کی بہت زیادہ negative repercussions ہوں گی اور آج بھی صورت حال یہ ہے کہ تمام جو عوامل ہیں اور جس طریقے سے وہاں پر killings ہو رہی ہیں اس کا بہت ہی ایک negative perception build ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ Interior Minister صاحب کی بنیادی طور پر یہ ذمہ داری ہو گی کہ بغیر generality میں جائے، specific بات پر آئیں اور جو specified killings ہو رہی ہیں ان کا کوئی نہ کوئی تدارک کرنے کی کوشش کریں ۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے ۔ رحمٰن ملک صاحب بالکل notes لے رہے ہیں ۔ پروفیسر ساجد میر صاحب آپ کل اپنی بجٹ کی تقریر کریں گے۔

سینیٹر پروفیسر ساجد میر: میں کل کروں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: انشاء اللہ ، دوسری تقریریں کل کراتے ہیں ۔ ابھی ملک عماد صاحب آئے ہیں اور کرغزستان پر جو پاکستانی students اور پاکستانی nationals کی جو پوزیشن ہے وہ ذرا House کو confidence میں لیں۔

نوابزادہ ملک عماد خان (وزیر مملکت برائے امور خارجہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین ! میں حالات کے بارے میں briefly House کو آگاہ کرنا چاہوں گا جو کرغزستان والی صورت حال تھی تو یہ instability شروع ہوئی، یہ اپریل 2010 میں شروع ہوئی وہاں پر جو سابق صدر تھے ان کے ہٹنے کے بعد اور ان کا تعلق south کرغزستان سے تھا تو اس area میں کچھ instability ہوئی اور situation tense ہوتی گئی۔ اسی سلسلے کے ساتھ ہی وہ ethnically جو ازبک اور کرغیزی تھے ان کی ایک civil war situation بن گئی جس میں پھر آگے جا کر south سے زیادہ casualties ہوئیں اور unfortunately ایک پاکستانی student جس کا نام علی رضا تھا وہ بھی جان بحق ہو گیا۔ مزید situation خراب ہوتی گئی اور کرغزستان کے جو borders تھے وہ بھی بند ہو گئے اور facts which I would like to place with some record is that there were 1200 Pakistani students in Kyrgyzstan اور ان میں سے تقریباً چھ سو ہیں وہ اوش شہر میں ہیں اور جہاں پر problem ہے۔ کافی سارے students چھٹیوں پر آئے ہوئے تھے لیکن کچھ exams ہونے تھے اس وجہ سے کافی students رکے ہوئے بھی تھے۔ جب

پاکستانی student جاں بحق ہوا تو یہاں پر کرغزستان کا جو charge de-affair تھا، اس کو بھی summon کیا گیا اور وہاں جو Pakistani students in Oash تھے ان کی details تھیں ان کی جو Ministry of Foreign Affairs تھی ان کے ساتھ بھی share کی گئی اور جو circumstances تھے which led to the unfortunate death of the Pakistani student we have further reports provided by Kyrgyzstan Authority, it is accidental یعنی وہ cross fire نہیں تھا، وہ accidental تھا، وہ deliberate action نہیں تھا۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کو بتاؤں کہ Government of Pakistan and Ministry of Foreign Affairs نے جو measures regarding recovery of the dead body and also of the stranded students اٹھائے ہیں۔ کل رات جو گزری ہے ایک C-130 گیا تھا اور وہ واپس بھی آ چکا ہے اور 134 students واپس پہنچ گئے ہیں اور یہاں airport پر National Disaster Management Authority نے اپنا camp لگایا ہوا تھا اور doctors بھی موجود تھے کہ کسی کو emergency کی ضرورت ہو اور جو جہاز گیا تھا اس میں تقریباً seven tons weight کی جو relief goods تھیں اور جو بھی requirements تھیں وہ چیزیں موجود تھیں۔ پہلے جو جہاز آیا اس میں dead body نہیں آسکی کیونکہ وہ جہاز رات کو اوش پہنچا تھا اور رات کو وہاں کرفیو تھا۔ علی رضا صاحب کی میت morgue میں تھی اور کرفیو کی وجہ سے مارگ سے ایرپورٹ transfer نہیں ہو سکی۔ دوسرا جہاز یہاں سے جا چکا ہے اور آج دوپہر کو وہ انشاء اللہ واپس آ جائے گا۔ اس میں باقی ایک سو تیرہ طلباء بھی ہوں گے اور جاں بحق ہونے والے طالب علم کی میت بھی واپس آجائے گی۔ Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ ابھی Leader of the House بھی ہیں۔ کل ہمارے دو سیشن متوقع ہیں۔ most probably morning evening ہماری فنانس کمیٹی کی بجٹ کی سفارشات بھی ایوان کے سامنے پیش کی جائیں گی تو آپ ذہنی طور پر تیار رہیے گا کہ کل morning session بھی ہوگا اور evening بھی۔ دوپہر کو پرائم منسٹر کے ساتھ ادھر ہی ہمارا ایک working lunch ہے، ہم خود host ہیں۔ جی طلحہ صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب! میں یہ بات ایوان کے knowledge میں آپ کے knowledge میں بھی لانا چاہتا ہوں کہ میں پرسوں شاہین ایر لائنز سے آرہا تھا۔ مغرب کا وقت تھا۔ میں نے نماز پڑھنی تھی۔ وضو بھی تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس کی permission نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: شاہین ایرلائنز سے؟

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جی شاہین ایرلائنز سے۔ اس کے بعد زبردستی میں نے وہاں پر مغرب کی نماز پڑھی۔ ایک اور بزرگ نماز پڑھنا چاہتے تھے، انہوں نے اس کی جائے نماز وہاں سے ہٹا دی۔ اس جہاز کے کیپٹن جمشید صاحب نے میرے سامنے یہ کام کروایا۔ میں نے ان کو بلا کر پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اور آپ کا نام کیا ہے؟ آپ جو یہ کام کر رہے ہیں، یہ اچھا نہیں ہے۔ ہم ایک مسلمان ملک میں رہتے ہیں۔ جہاز میں موجود سارے لوگ نماز نہیں پڑھیں گے، صرف چار آدمی یہاں نماز پڑھ رہے ہیں، ان کو نماز تو پڑھنے دیں۔ جناب! آپ اس میں یا تو کوئی ایسی ruling دیں یا ان لوگوں کو بلائیں یا اسے کمیٹی کو ریفر کر دیں۔ یہ بڑا important issue ہے۔ اگر ان کے ساتھ تھوڑی سی debate کریں گے تو یہ معاملہ باقی مسافروں کے ساتھ نہیں ہو گا۔ میں flight number بھی دے دوں گا۔ پرسوں سات بجے کی شاہین ایرلائنز کی فلائیٹ تھی۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: We will refer it to the Defence Committee. اعجاز ہارون ہمارے favourite ہیں۔ وہ پہنچتے بھی نہیں ہیں، نہ آتے ہیں اور نہ کسی کے ہاتھ میں آتے ہیں۔ اس کیس کو بھی ہم ڈیفنس کمیٹی کو refer کرتے ہیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: مہربانی۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئر مین: وہ آرہے ہیں۔ وزیر داخلہ صاحب ابھی جا رہے ہیں۔ وہ اسے دوبارہ بھی پیش کریں گے۔ کل شام کو اجلاس میں پھر آئیں گے۔ Before he leaves, goes abroad ہم ان کو ادھر پھر بلا لیں گے۔ شکریہ کل صبح ساڑھے دس بجے تک کے لیے House is adjourned.

[The House was then adjourned to meet again on Wednesday, the 16th June, 2010 at 10.30 a.m.]